انؐ سے دوری ہے اندھیرا قربِ انؐ کا روشنی جانے کیوں تاریکیوں میں بیا بانِ اچھوڑ کر!

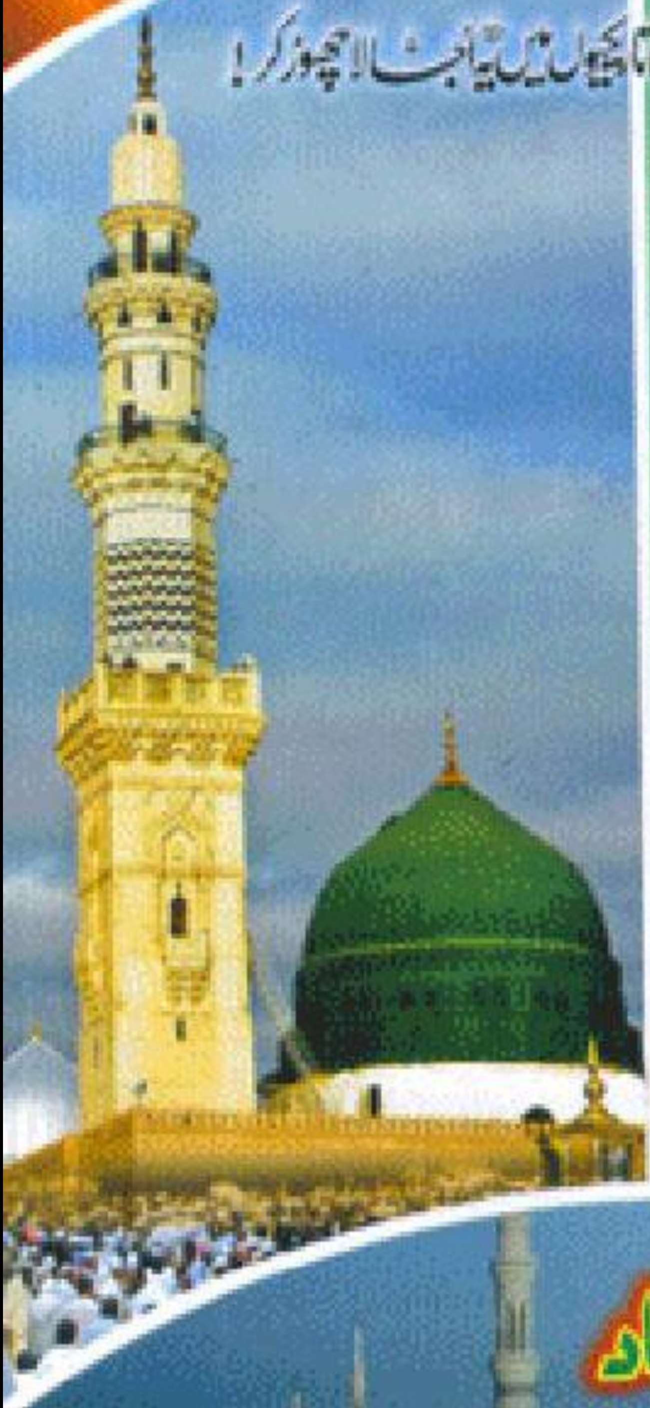

مسلسل اشاعت کے ۵۰ سال

لولاک

شمارہ ۳ جلد ۱۱ — ۱۴۳۳ھ — 2012

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

رحمتِ عالم ﷺ کی مرض الوفات

ختمِ نبوت کانفرنسوں کا انعقاد

محافلِ میلاد کی شرعی حیثیت

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیم لازی سردار سے گفتگو

مرزا قادیانی کے دعوے اور ان کی تردید

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: 3 ○ جلد: 16

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سید احمد صاحب جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد	مولانا اللہ وسایا	3
علامہ محمد ریاض چغتائی کا سانحہ ارتحال	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	4

مقالات ومضامین

رحمت عالم ﷺ کی مرض الوفات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	5
محافل میلاد کی شرعی حیثیت	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	7
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ	سید معراج الدین مخلصیار	17
مولانا وحید الدین خان کی بے خبری یا تجاہل عارفانہ	مفتی محمد سعید خان	20

ردقادیانیت

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو	مولانا غلام رسول دین پوری	32
مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہم اور قادیانیوں کی جسارتیں	مولانا عزیز الرحمن ثانی	39
مرزا قادیانی کے دعوے اور ان کی تردید	مولانا ڈاکٹر عبدالواحد	43
قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ	مولانا محمد طیب فاروقی	49

متفرقات

تبصرہ کتب	ادارہ	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد!

آج ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۱ء ہے۔ ۱۹،۲۰؍نومبر ۲۰۱۱ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں مبلغین حضرات کی میٹنگ تھی۔ جماعتی رفقاء جانتے ہیں کہ سال بھر ملک کے مختلف گوشوں میں ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ البتہ گزشتہ کئی سالوں سے ملک کے مختلف حصوں میں خصوصیت کے ساتھ بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے اس کے بہت ہی حوصلہ افزاء نتائج سامنے آئے۔

مثلاً لاہور میں بڑے درجہ کی کانفرنس رکھی جائے تو لاہور کے گردونواح کے کئی اضلاع کے ہر قابل ذکر شہر وقصبہ میں چھوٹی چھوٹی کئی ختم نبوت کانفرنسیں ہوجاتی ہیں۔ اس سے جہاں بڑی کانفرنس کی تیاری میں مدد ملتی ہے وہاں گردونواح کے اضلاع میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے بیداری کی ایک تحریک پیدا ہوجاتی ہے۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس محنت کے صدقہ میں دیکھا دیکھی اب بہت ساری دیگر جماعتوں نے جگہ جگہ ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا۔ اس سے ایک ایسی فضا قائم ہوگئی کہ اس پر جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

چنانچہ امسال ۲۰۱۲ء کے لئے طے ہوا کہ روٹین کی کانفرنسوں کے علاوہ بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنسوں کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۷؍مارچ ٹنڈو آدم۔ ۲۵؍مارچ ہری پور ہزارہ۔ ۳۱؍مارچ بہاول پور۔ ۷؍اپریل ساہیوال۔ ۱۴؍اپریل پھالیہ۔ میں پانچ بڑی ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد یقینی بنایا جائے گا۔

ان جماعتوں کے ساتھ مشورہ مکمل ہوگیا ہے۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا تو انشاء اللہ العزیز! ان تاریخوں میں ان اضلاع میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کی بہاروں سے ایمانی کیف وسرور حاصل ہوگا۔ کوشش ہوگی کہ ان کانفرنسوں میں ملک بھر کی دینی شخصیات کو اکٹھا کریں۔ تاکہ اس افتراق کی فضا میں اتفاق کا سماں پیدا کیا جائے۔ اللہ رب العزت توفیق عنایت فرمائیں۔

اس وقت ملک بھر میں الیکشن کی گہما گہمی ہے۔ غیر اعلانیہ طور پر تمام جماعتیں الیکشن کے لئے بھرپور تیاری میں لگی ہوئی ہیں۔ عمران خان کی پارٹی نئے ولولہ سے میدان میں اتری ہے۔ نون لیگ بھی جگہ جگہ اپنی قوت کا مظاہرہ کررہی ہے۔ جماعت اسلامی کے دھرنے جاری ہیں۔ وہ لیبیا، مصر، تیونس کا سا انقلاب پاکستان میں برپا کرنے کے درپے ہیں۔ دفاع پاکستان کے نام پر بھی کامیاب کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی۔ حمید گل، جنرل ریٹائرڈ اسلم بیگ کی حمایت کے باعث اسے فوج کی سپورٹ کا نام دیا جارہا ہے۔ لیکن لاہور مینار پاکستان کی کانفرنس ایک کامیاب کانفرنس تھی۔ اس پر منتظمین بلاشبہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ایم کیو ایم نے ملتان سپورٹس گراؤنڈ میں جنوبی پنجاب

کے لئے کرسیاں سجائیں۔ لندنی ٹیلی فونک خطابات سے کارکنوں کو میدان مارنے کا عزم کرنے کا پیغام دیا گیا۔
جمعیت علمائے اسلام نے چاروں صوبوں میں اہم اہم مقامات پر کامیاب ترین کانفرنسوں کا اہتمام کیا۔ ملتان، خانیوال، وہاڑی، مظفر گڑھ، لیہ، راجن پور، رحیم یار خان کے اضلاع پر مشتمل ملتان سے روڈ کارواں چلایا گیا۔ ڈیرہ غازیخان میں عظیم الشان بھرپور قوت کا مظاہرہ کیا گیا۔ غرض چاروں سمت تمام سیاسی قوتیں میدان عمل میں اتری ہیں۔ ادھر بجلی کا بحران، گیس کا بحران، میمو کا بحران، سیاسی رہنماؤں کے پارٹیاں بدلنے کے بحرانات، جناب زرداری کی بیماری و تیمارداری وشفایابی کے اتار چڑھاؤ نے ملک میں ایسی کیفیت پیدا کردی ہے کہ چاروں سمت...... ہا...... ہو...... کی کیفیت میں پاکستانی قوم مبتلا ہے۔ ان حالات میں ختم نبوت کے مشترکہ پلیٹ فارم سے حق کی صدا، انشاء اللہ العزیز اپنی برکات سمیت رنگ لائے گی۔

علامہ محمد ریاض چغتائی کا سانحہ ارتحال!

جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے امیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم علامہ محمد ریاض چغتائی مورخہ ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۸ ردسمبر ۲۰۱۱ء کو تین بجے سہ پہر انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!
مرحوم ملنسار، ہنس مکھ اور دردل والے انسان تھے۔ راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا۔ مجلس کے سہ سالہ انتخاب میں انہیں ناظم منتخب کیا گیا۔ بھاری بھرکم وجود کے باوجود متحرک انسان تھے۔ دینی کارکنوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور تھانہ کچہری کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔
راقم الحراف کے دور میں اکثر وبیشتر دفتر میں تشریف لاتے۔ نماز کے بعد جامع مسجد حاجی اشرف غلہ منڈی میں ان سے ملاقات ہوجاتی۔ جامع مسجد اشرف ان کے جدامجد حاجی محمد اشرف کے نام پر بنائی گئی۔ جوانہوں نے خود تعمیر کرائی۔ آج کل مسجد کمیٹی کے صدر اور مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن کے مہتمم چلے آرہے تھے۔
ان کی نماز جنازہ مورخہ ۲۳ رمحرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۹ ردسمبر کو صبح ساڑھے نو بجے مرکزی عیدگاہ بہاولپور میں ادا کی گئی۔ جس میں علماء کرام، طلبہ، تاجروں، انتظامی افسروں نے شرکت کی۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمٰن المہند نے پڑھائی۔ نماز جنازہ سے پہلے مختلف جماعتوں کے راہنماؤں نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، قاری غلام یاسین صدیقی، مولانا محمد احمد جالندھری، حاجی سیف الرحمٰن، مرکزی انجمن تاجران کے صدر حافظ محمد یونس، ڈی سی او، ڈی پی او، آر پی او سمیت مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے۔ ہزاروں مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کے جنازہ کو کندھا دیا۔ بہاولپور کے تاریخی قبرستان ملوک شاہ میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور ان کے گناہوں اور خطاؤں سے درگذر فرمائیں۔ آمین!

رحمت عالم ﷺ کی مرض الوفات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

رحمت عالم ﷺ کی بیماری کا آغاز صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو ہوا۔ ہوا یوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سر مبارک میں درد تھا اور وہ شدت اختیار کر کے بخار کی شکل اختیار کر گیا اور اسی بیماری نے طول پکڑا۔ جو بالآخر آپ ﷺ کی وفات پر منتج (نتیجہ) ہوئی۔

آپ ﷺ کا چلنا پھرنا بند حتیٰ کہ مسجد میں تشریف لانا بند ہوگیا۔ آپ ﷺ کی مرض الوفات کی مدت تیرہ یا چودہ روز تھی۔ بیماری کے آغاز کے دنوں میں مسجد نبوی میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے۔ سترہ نمازیں مسجد میں ادا نہ فرما سکے۔ وفات سے دو روز پہلے جب طبیعت مبارک سنبھلی تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لا کر ظہر کی نماز حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ مل کر پڑھائی۔ یہ ہفتہ کا دن تھا۔ (بخاری، زاد المعاد)

وفات سے ایک دن پہلے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ سات دینار جو آپ ﷺ کے پاس تھے صدقہ کر دیئے اور اپنے ہتھیار صحابہ کرامؓ کو ہبہ کر دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مرض الوفات میں تھے کہ حضرت بلالؓ نے آکر نماز کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرو ابابکر فلیصل باالناس'' ابوبکرؓ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنینؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں۔ آپ ﷺ کے مصلّٰی پر کھڑے نہیں ہو سکیں گے اور رونا شروع کر دیں گے۔ (یعنی) قرأت نہیں کر سکیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مرو ابابکر فلیصل باالناس'' ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تین یا چار مرتبہ یہ جملہ دہرایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ یعنی تم بھی یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتوں کی طرح ہو؟ پس تم ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا کہہ دو۔ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور خود بھی دو مردوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے کہ اپنے پاؤں پر چل نہیں سکتے تھے۔ اس حالت میں مسجد میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر حضرت صدیق اکبرؓ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھ کر نماز پڑھاتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بلند آواز سے تکبیرات کہتے رہے۔ (بخاری ج ا ص ۹۹ ملخصاً)

آخری مسواک

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اپنے اوپر انعامات باری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری باری اور میری گود میں ہوئی۔ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے گلے اور سینے کے درمیان تھا اور اللہ تعالیٰ

نے آپ ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ ﷺ کے لعاب کو جمع کر دیا۔ یعنی میرے بھائی عبدالرحمٰن تشریف لائے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا پسند فرمارہے ہیں۔ میں نے پوچھا تو آپ ﷺ اپنے سر مبارک سے اثبات میں اشارہ فرمایا۔ میں نے بھائی کی مسواک لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ سخت وقت محسوس کرنے لگے۔ میں نے کہا نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے اثبات کا اشارہ فرمایا۔ میں نے مسواک نرم کردی اور آپ ﷺ نے استعمال فرمائی۔

آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن میں پانی تھا۔ اس میں ہاتھ ڈال کر اپنے سر پر ملتے تھے اور فرمایا: ''لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات حق'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک سکرات موت حق ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۷)

پھر آپ ﷺ نے ہاتھ کھڑا کر کے فرمایا: ''فی الرفیق الاعلیٰ'' یہاں تک کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت فاطمہؓ سے آخری گفتگو

اپنی وفات سے پہلے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنی وفات کی خبر دی تو وہ رو پڑیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھے ملے گی تو آپؓ ہنس دیں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۹)

موت وحیات میں اختیار

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ''لن یقبض نبی قط حتیٰ یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر وقالت عائشۃ فکان آخر کلمۃ تکلم بها النبی ﷺ قولہ، اللهم الرفیق الاعلیٰ''

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۴۸)

یعنی کسی نبی کی وفات نہیں ہوتی۔ جب تک اس کو اس کا جنت کا ٹھکانا نہ دکھا دیا جائے۔ پھر اس کو اختیار نہ دیا جائے۔ آپ ﷺ کی آخری کلام ''اللهم الرفیق الاعلیٰ'' تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح قبض نہیں فرماتے۔ مگر اس مقام پر جہاں وہ دفن ہونا پسند کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی تدفین گنبد خضراء میں ہوئی۔

آپ ﷺ کی نماز جنازہ

آپ ﷺ کا انتقال بروز پیر کو ہوا۔ زیب تن کپڑوں میں آپ ﷺ کو غسل دیا گیا۔ دس دس افراد پر مشتمل حضرات تشریف لاتے اور درود شریف پڑھ کر آپ ﷺ کا جنازہ ادا کرتے۔ ''اللهم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وازواج محمد واصحاب محمد واتباع محمد وبارک وسلم''

محافل میلاد کی شرعی حیثیت!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم!

’’قال النبی ﷺ من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ‘‘
(ترمذی ج۲ص۹۶، مشکوٰۃ ج۱ص۳۰)

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت اور جدید تحقیق

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ تقریباً تاریخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی ولادت اس دنیا میں آپ کا ظہور ربیع الاوّل میں ہوا ہے۔ اس پر تقریباً اتفاق ہے۔ لیکن ربیع الاوّل کی کون سی تاریخ میں ہوا اس کے بارے میں پہلے عام طور پر کتابوں میں بارہ تاریخ کا تذکرہ آتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت بارہ تاریخ کو ہوئی ہے۔ اگرچہ کچھ اختلاف بھی ذکر ہوتا تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کی کتاب ’’نشر الطیب‘‘ سیرت کے بارے میں بہت پیاری کتاب ہے۔ اس کے اندر بھی انہوں نے یہی بارہ ربیع الاوّل والی روایت کو ذکر کیا ہے اور کتابوں میں بھی یہی ہے۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس وقت حساب وکتاب بہت عروج پر ہے۔ حساب وکتاب کے قواعد وضوابط بہت منضبط ہوگئے اور تقریباً پچھلے پانچ ہزار سال کی تاریخ تک یہ حساب وکتاب جو ہے میری نظر سے گزرا ہے کہ پانچ ہزار سال تک کی تاریخیں منضبط کرلی ہیں۔ اہل حساب نے کہ فلاں واقعہ انگریزی کی کس تاریخ کو پیش آیا اور عربی کی کس تاریخ کو پیش آیا۔ انگریزی تاریخ میں چاند کی تاریخ کیا تھی۔ اس کو بہت اچھے طریقے سے قواعد وضوابط کے ساتھ منضبط کرلیا ہے۔ انہی قواعد وضوابط کے اعتبار سے جواب جدید تحقیق ہے۔ اس جدید تحقیق میں اس بات کو بنیاد بنا کر کہ سرور کائنات ﷺ کی ولادت ربیع الاوّل میں ہے اور پیر کا دن ہے۔ بات بالترتیب یاد رکھنا دن کون سا ہے؟ پیر کا۔ اس کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی ہے۔
(مسلم ج۱ص۳۶۸، ابوداؤد ج۲ص۳۲۹)

بعض روایات میں آتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ گاہے بگاہے پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔ دائمی عادت مبارکہ نہیں تھی اور فرماتے تھے کہ اس دن چونکہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے اللہ کے شکر کے طور پر میں روزہ رکھتا ہوں۔ بعض روایات میں اس قسم کے اشارے موجود ہیں۔ تلاش کرنے سے حدیث کی کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ اگرچہ دائمی عادت نہیں تھی۔ بلکہ صحیح روایات میں مشکوٰۃ شریف میں روایات موجود ہیں۔ نفلی روزوں کے بارے میں کہ کسی مہینے میں ہفتہ، اتوار، سوموار کا روزہ رکھتے تھے۔ کسی مہینے آپ منگل، بدھ، جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔ تاکہ ہفتے کے سارے دن روزے میں آجائیں۔ آپ ﷺ کی عادت مختلف تھی۔ پیر کے دن کا بہرحال تذکرہ ہے۔

جیسے وفات پیر کو ہوئی ہے ولادت بھی پیر کو ہوئی ہے۔ اب ماقبل کی طرف پیر کے دن سے آگے جو وقت

گزرا ہے آج تک وہ بنتا ہے۔ تقریباً (۱۴۲۵) چودہ سو پچیس سال، تو حضور ﷺ کی ہجرت کے ہو گئے اور آپ ﷺ نے ہجرت کی تھی ۵۳ سال کی عمر میں۔ تو پچیس میں ترپن اور ڈال دیں تو یہ ہو جائیں گے تقریباً (۱۴۷۸) چودہ سو اٹھتر سال۔ گویا کہ چودہ سو اٹھتر سال پہلے حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں سوموار کے دن۔ پیدا ہوئے ہیں ربیع الاوّل کے مہینے میں۔ اب حساب دان حساب لگاتے ہیں تو تقریباً اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہو اور سوموار کا دن ہو تو چودہ سو اٹھتر سال پہلے ربیع الاوّل اور اپریل دونوں مہینے اکھٹے تھے تو حضور ﷺ کی ولادت اپریل میں ہوئی ہے۔ ایک کتاب میں غالباً ''رحمت للعالمین'' میں بیس اپریل لکھا ہے اور ایک میں شاید ''سیرت النبی'' جو علامہ شبلی نعمانی ؒ کی ہے۔ اس میں غالباً بائیس اپریل ہے۔ تو لکھنے میں ایک آدھی تاریخ کا فرق ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس بات پر اتفاق ہے کہ اپریل کا مہینہ تھا۔ اب وہ سارے حساب لگاتے ہیں کہ ربیع الاوّل ہو اور پیر کا دن ہو بارہ تاریخ کسی حساب سے نہیں آتی۔ بارہ ربیع الاوّل سوموار کے دن یہ تاریخ نہیں آتی تو بات آپ کی سمجھ میں آ رہی ہے۔

سلمان منصور پوری ؒ کی ''رحمت للعالمین'' میں بھی پوری تفصیل کے ساتھ یہ بحث آئی ہے اور علامہ شبلی نعمانی ؒ کی ''سیرت النبی'' کے اندر بھی پوری تفصیل کے ساتھ یہ بحث ہے۔ حوالوں کے ساتھ دونوں کتابوں کو آپ دیکھیں گے تو آپ کے سامنے تفصیل آ جائے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ پیر کا دن ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام میں یہ آٹھ ربیع الاوّل بنتا ہے۔ بارہ ربیع الاوّل نہیں بنتا۔ یا تو یکم کو پیر تھا یا آٹھ ربیع الاوّل کو پیر تھا۔ اگلا پیر جو آئے گا تو پندرہ کو آئے گا۔ بارہ کو کسی صورت میں بھی نہیں آتا۔ موٹا سا نکتہ ہے۔ آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی بات۔ یعنی چودہ سو اٹھتر سال پہلے جو ربیع الاوّل تھا اپریل اور ربیع الاوّل اکٹھا تھا۔ جیسے آج بھی اگرچہ اپریل کے آخری ایام ہیں۔ ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام ہیں۔ بہر حال آٹھ تاریخ آ رہی ہے۔ اس دفعہ جمعرات کو اور اپریل کی انتیس تاریخ ہوگی۔ تیس اپریل کو جمعہ ہے۔

تو آٹھ تاریخ انتیس اپریل گویا کہ اس مہینے میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور اس وقت آٹھ اپریل پیر کا دن، ''رحمت للعالمین'' میں بھی بیس اپریل کا ذکر کیا ہے۔ ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ بیس اپریل پیر کا دن یہ تاریخ اکٹھی ہوتی ہے اور بارہ ربیع الاوّل ہو اور پیر کا دن ہو وہ کہتے ہیں کہ یہ کسی حساب میں بھی نہیں آتی۔ اس لئے موجودہ تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی تاریخ آٹھ ربیع الاوّل بنتی ہے۔ بارہ نہیں بنتی۔ اگر پیر کے دن ہے تو پیر کے دن کا ذکر حدیث میں موجود ہے۔

حضور ﷺ کی تاریخ وفات اور جدید تحقیق

بالکل اسی طرح حضور ﷺ کی وفات وہ بھی لوگوں میں مشہور ہے کہ بارہ کو ہے۔ اس لئے آپ کی وفات بھی بارہ کو۔ ولادت بھی بارہ کو۔ عام طور پر مشہور یہی ہے۔ لیکن اس کا بھی حساب اب لگایا گیا کہ سرورکائنات ﷺ نے حج کیا تھا نو ذی الحجہ کو جو حج کا دن ہے۔ عرفہ کا دن۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ یہ حدیث میں موجود ہے۔ صحیح روایات میں موجود ہے کہ حج نو ذی الحجہ جمعہ کو کیا تھا۔ (بخاری ص۱۱) اور وفات ہوئی آپ ﷺ کی ربیع الاوّل میں اور یہ بھی

حدیث میں موجود ہے کہ پیر کے دن ہوئی۔ (بخاری ص۹۳،۹۴) اب نو ذی الحجہ کو جمعہ ہے تو ذی الحجہ کو آپ تیس کا لے لیجئے۔ پھر محرم کو تیس کا لے لیجئے۔ پھر صفر کو تیس کا لے لیجئے۔ پھر ربیع الاوّل کو آگے چلائیں۔

یا ذی الحجہ کو انتیس کا لے لیں، محرم کو انتیس کا لے لیں، صفر کو انتیس کا لے لیں۔ پھر آگے ربیع الاوّل کو چلائیں۔ یا ایک کو انتیس کا دو کو تیس کا، یا ایک کو تیس کا دو کو انتیس کا، جتنے بھی عقلی احتمالات نکل سکتے ہیں سارے احتمال نکال کر آپ حساب لگائیں تو بارہ ربیع الاوّل کو سوموار نہیں بنتا۔ یہ جب چاہیں آپ حساب لگالیں۔ یعنی یوں سمجھو کہ مشاہدہ والی بات ہوگئی تو تاریخ بارہ ربیع الاوّل وفات کی بھی نہیں بنتی۔ تاریخ بارہ ربیع الاوّل ولادت کی بھی نہیں بنتی۔

جدید اور قدیم تحقیق میں فرق کی وجہ

اب یہ نہ سمجھ لیں کہیں آپ کو غلطی نہ لگ جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آنے والی جدید تحقیق نے پچھلی بات کو غلط ثابت کر دیا اور ہمارے اکابر کے اقوال غلط ثابت ہو گئے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ زمانے میں تاریخ کی کوئی اہمیت ہے ہی نہیں تھی۔ تاریخ کو کوئی اہمیت دیتا ہی نہیں تھا کہ کون کس تاریخ کو پیدا ہوا کون کس تاریخ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ کس تاریخ کو کیا ہوا۔ اس کی اہمیت نہیں تھی۔ اس لئے بچے کے پیدا ہوتے وقت نہ کوئی لکھتا تھا کہ تاریخ کیا ہے اور نہ اس کی شرعی حیثیت تھی۔ کوئی اٹھارہ کو پیدا ہو جائے، کوئی گیارہ کو پیدا ہو جائے، کوئی دس کو پیدا ہو جائے، اور کوئی دو کو پیدا ہو جائے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ جس تاریخ میں چاہے پیدا کر دے۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

چنانچہ سرورکائنات ﷺ کی ولادت کے بعد بھی نہ تو قرآن میں، نہ حدیث میں، نہ صحابہ کے تعامل میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کی کوئی اہمیت کا ذکر نہیں۔ نہ کسی خاص اعمال کا ذکر ہے کہ اس تاریخ کو یہ عمل کرنا چاہئے۔ یہ کرنا چاہئے کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ آپ کے سامنے یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ حضور ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام ؓ کو ہدایات دی گئی ہوں کہ چونکہ میں فلاں تاریخ کو پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اس تاریخ میں تم یوں کیا کرو، فلاں مہینے میں میں پیدا ہوا تھا اس میں یوں کیا کرو۔

- ☆ ...... قرآن وحدیث اس معاملہ میں ساکت ہے۔
- ☆ ...... دور صحابہ اس بارے میں ساکت ہے۔
- ☆ ...... تابعین کا دور خاموش ہے۔
- ☆ ...... تبع تابعین کا دور خاموش ہے۔
- ☆ ...... فقہاء کا دور خاموش ہے۔
- ☆ ...... محدثین کا دور خاموش ہے۔

کسی جگہ بھی یہ تذکرہ نہیں آتا کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں یہ کیا کرو۔ فلاں تاریخ کو یہ کیا کرو۔

مروجہ میلاد کب شروع ہوا

چونکہ حضور ﷺ اس تاریخ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے شریعت نے کوئی تقاضہ کیا ہوا ہو کہ یہ کام کیا کرو۔ پورا خیر القرون اس معاملہ میں خاموش ہے۔ یہ سات آٹھ سو سال بعد کسی ملک کے کسی بادشاہ نے یہ عمل شروع کیا کہ اس تاریخ میں جمع ہو گئے، کچھ کھا پی لیا، یہ کرلیا وہ کرلیا، اس طرح رسمیں بنا کرتی ہیں اور یہ رسم بھی تقریباً سات آٹھ سو سال بعد شروع ہوئی ہے۔ بہت معمولی!

اب تحقیق کے درجہ میں یہ بات آئی ہے تو تاریخ کے حساب سے یہ بارہ ربیع الاوّل کا دن حضور ﷺ کی ولادت کا نہیں بنتا۔ بات سمجھ گئے؟ اسی دلیل سے نہیں بنتا جو آپ کے سامنے ذکر کررہا ہوں کہ ربیع الاوّل پیر کا دن اس میں بارہ تاریخ نہیں آئی۔ دو کتابوں کا میں نے حوالہ دے دیا اور ان دو کتابوں کے اندر تفصیل با حوالہ نقل کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کتابوں میں بھی ہوگی۔ چونکہ یہ میرے پاس موجود ہیں۔ اس لئے میں نے ان دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس لئے بات یہ خلاف واقعہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں، بنیاد ہی ختم۔

طلوع فجر کے وقت اور سوموار کے دن میلاد کیوں نہیں مناتے؟

اگلی بات سرور کائنات ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ بھی ان کتابوں میں مذکور ہے۔ طلوع فجر کے وقت پیر کے دن اگر معروف روایت لیتے ہو تو بارہ ربیع الاوّل ہی صحیح، ورنہ اگر محقق بات لیتے ہو آٹھ ربیع الاوّل یہ تین باتیں ہوگئیں۔

وقت طلوع فجر، دن پیر کا اور مہینہ ربیع الاوّل، یہ تین باتیں ٹھیک ہوگئی ہیں۔ ذرا توجہ رکھو! اور بولتے جاؤ تاکہ میں بھی آپ کے بولنے کے ساتھ ہوشیار رہوں۔ ورنہ میری ہمت بھی جواب دے رہی ہے۔ طلوع فجر کے وقت آپ کی ولادت ہوئی تو طلوع فجر کا وقت جو ہے یہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت یہ متبرک ہوگیا یا نہیں؟ طلوع فجر کا وقت متبرک ہوگیا اور یہ کتنی دیر کے بعد آتا ہے؟ چوبیس (۲۴) گھنٹے کے بعد ہر روز آتا ہے تو کتنا اہتمام کرتے ہو اس وقت کا؟ بہت اہتمام کرتے ہو، اٹھ کے تسبیح لے کر بیٹھ جاتے ہو، درود شریف پڑھنے بیٹھ جاتے ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت ہے۔ کبھی طلوع فجر کے وقت میلاد شریف کا وقت رکھا ہے؟ اور ہر روز رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ اس وقت پیدا ہوئے تھے، ٹھیک ہے؟ اور پیر کا دن کتنے دنوں کے بعد آتا ہے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ آجاتا ہے، تو پیر کے دن کو برکت حاصل ہوگئی۔ حضور ﷺ کی ولادت کے ساتھ اگر ہوگئی ہے تو کتنا اہتمام کرتے ہو پیر کے دن کا؟

☆ ...... ہر پیر کو میلاد شریف پڑھا کرو۔	☆ ...... چھٹی کیا کرو۔
☆ ...... جھنڈیاں لگایا کرو۔	☆ ...... مٹھائی کھایا کرو۔

تو پھر تو ہم کہیں کہ واقعی آپ کو حضور ﷺ کی ولادت کے دن سے بڑا تعلق ہے۔ بڑی محبت ہے۔ لیکن کبھی بھولے سے بھی کبھی کسی کو خیال نہیں آتا۔ طلوع فجر کے وقت ساری قوم سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو خیال نہیں آتا۔ ہر روز طلوع فجر کے وقت میلاد پڑھا کرو اور ہر سوموار کو چھٹی کیا کرو اور میلاد پڑھا کرو اور بازاروں میں چلو پھرو، کھاؤ پیو، اگر یہ دونوں کام بالا اہتمام کرتے تو ہم کہتے کہ چلو ربیع الاوّل آگیا ہے تو تم اس میں زیادہ چل پھر لو۔

اور سوموار کے دن اس سے کچھ زیادہ ہوجایا کرے، سال کے بعد ربیع الاوّل میں کچھ زیادہ ہوجایا کرے تو یہ دور چلتا رہے۔ پھر تو ہم کہیں گے کہ واقعی آپ کو ولادت کا بڑا اہتمام ہے اور ولادت کے ساتھ وقت میں جو تبرک پیدا ہوا ہے اب آپ اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

محبت میں تھوڑا سا اضافہ

لیکن یہ کہاں کی عقل ہے کہ نہ تو ہر روز اس وقت کا اہتمام اور نہ ہر ہفتہ وار اس دن کا اہتمام، تو پھر سال کے بعد اس مہینے کے اہتمام کا کیا معنی۔ یہ کس دلیل سے تخصیص ہوگئی۔ یہ موٹی سی بات سمجھ میں آرہی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ بھائی تمہیں حضور ﷺ سے محبت بہت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تھوڑی سی اور کرو۔ تمہیں بہت محبت ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ تم ربیع الاوّل بہت شوق سے مناتے ہو۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ تھوڑی سی محبت اور کرو کہ ربیع الاوّل کے ساتھ ساتھ ہر سوموار کو کرو اور ہر سوموار کے ساتھ ساتھ ہر صبح کو کرو۔ تاکہ محبت کا کمال تو نمایاں ہو۔ کیوں جی!

اب سال بھر تو سوموار ہی سوموار آتے جاتے ہیں۔ کوئی پوچھتا نہیں اور تین سو ساٹھ دن تو طلوع فجر بھی ہوتا ہے۔ کوئی پوچھتا نہیں، یہ ربیع الاوّل کی کیا خصوصیت آگئی کہ ربیع الاوّل میں تو محبت یاد آتی ہے کہ اس مہینے میں حضور ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ نہ دن کے ساتھ محبت ہے، نہ وقت کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہمارے درخواست یہ ہے کہ تھوڑا سا ذہن کھول کر محبت کا راستہ ذرا اور وسیع کردو۔ ذرا اور بڑھادو۔

آپ ہمارے روکے ہوئے ربیع الاوّل میں نہیں رکتے۔ ہم کہتے ہیں کہ رکنے کی ضرورت نہیں۔ ہفتہ وار کرو، اور ہر روز کرو، پھر ہم کہیں گے کہ واقعی محبت کا باب مکمل ہوگیا۔ آپ کو واقعی اس وقت سے محبت ہے۔ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تھے اور اگر طلوع فجر کے وقت تو وہ برکت حاصل نہیں کہ ہر روز اس کا اہتمام کیا جائے۔ سوموار کے دن کو وہ برکت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کا ہر ہفتہ وار اہتمام کیا جائے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ مہینے کی تخصیص کی وجہ کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد کھیل تماشا نہیں اللہ کا دین پہنچانا ہے

یہ تو ایک بہت موٹی سی بات کررہا ہوں۔ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ یہ آپ کو یاد رہ جائے گی؟ روکو نہیں، روکنے سے تو کوئی رکے گا نہیں۔ ان کو کچھ اور زیادہ تیز رفتار کرو کہ سالانہ کی بجائے ہفتہ وار، اور ہفتہ وار کی بجائے ہر روز، روزانہ کرو تاکہ بالکل عشق جو ہے وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ پھر ہم یقین کریں گے کہ واقعی آپ کا عشق صحیح ہے۔

حضور ﷺ کے پیدا ہونے سے جو وقت کو برکت حاصل ہوئی ہے۔ آپ اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بیٹو! اس بات کو یاد رکھو! یہ سب ذہنی اختراعات ہیں۔ نہ سرور کائنات ﷺ نے کسی نبی کے ساتھ ایسا معاملہ کیا، نہ صحابہ کو اپنے متعلق کرنے کے لئے فرمایا۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا ہے تو اپنا دین سمجھانے کے لئے بھیجا ہے۔ اپنا راستہ بتانے کے لئے بھیجا ہے۔ سرور کائنات ﷺ کی بعثت جو ہوئی ہے محض اس لئے نہیں ہوئی کہ تم جلوس نکال لیا کرو۔ بس حق ادا ہوگیا۔

۲۵ر دسمبر کو پورا یورپ بدمعاشی کا اڈا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جتنی شراب نوشی کرسمس کے دنوں میں ہوتی ہے اتنی

شراب نوشی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ پورا ہفتہ وہ عیاشی میں گزارتے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنے نبی کا دن منانے کا طریقہ رکھا ہوا ہے۔

عیسائیوں کی نقل

اور ہمارے ہاں بھی لوگوں کی زبان پر یہی ہے کہ بڑے دن کی چھٹیاں ہیں۔ یہ اور یہ بڑا دن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے، ورنہ وقت کے لحاظ سے سب سے چھوٹا دن ہے۔ یہ جہالتیں ہیں جو اسی طرح ہمارے اندر آئی ہوئی ہیں اور نادانستہ ہم اس میں مصروف ہیں۔ مسیحی، عیسائی چونکہ اپنے نبی کا دن اس طرح مناتے ہیں۔

☆...... اچھلتے کودتے ہیں۔ ☆...... تماشا کرتے ہیں۔
☆...... شرابیں پیتے ہیں۔ ☆...... سور کھاتے ہیں۔
☆...... شور کرتے ہیں۔ ☆...... تو ہم کیوں پیچھے رہیں۔

ارے بات سمجھ رہے ہو کہ نہیں، اب ہم بھی اپنے نبی کے پیدا ہونے کا دن اگر نہیں منائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی ہمارے مقابلے میں اچھے ہیں۔ وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اپنے نبی کے پیدا ہونے پر اور ہم خوشیاں نہیں مناتے۔

ہم کہتے ہیں وہ تو بھٹک گئے۔ انہوں نے تو غلط طریقے اختیار کر لئے۔ ہمارا نبی، ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ لیکن وہ نبی، اللہ نے بھیجا کیوں تھا؟ کس کام کے لئے بھیجا تھا؟ نبی آیا کیوں تھا؟ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں جو نبی بھی بھیجتا ہوں اس لئے بھیجتا ہوں تاکہ اس کی اطاعت کی جائے۔ میرے حکم کے تحت ”وما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللّٰہ“ اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت، وہ مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

اسوۃ حسنہ کی وضاحت

اور حضور ﷺ کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ”لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۲۱)“ اللہ کے رسول میں تمہارے لئے ایک نمونہ موجود ہے۔ تم زندگی گزارو اس نمونہ کے مطابق تو تمہاری اچھی زندگی ہے۔ ”اسوۃ حسنۃ“ حضور ﷺ کی زندگی کو قرار دیا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کو زندگی کیسی پسند ہے۔ کیسی پسند نہیں۔ نمونہ تمہیں دے دیا۔ یہ میرا نبی ہے۔ یہ بطور نمونہ کے آ گیا۔ تو جو شخص اس نمونہ کے مطابق اپنی زندگی بنائے گا جیسے میرا نبی مجھے محبوب ہے۔ وہ بھی مجھے محبوب ہو جائے گا۔

اور جو میرے محبوب کے نمونہ کے مطابق نہیں آئے گا چاہے وہ عقلی دلائل کے طور پر کتنا ہی اپنے آپ کو خوبصورت کیوں نہ ثابت کرنا چاہے۔ لیکن مجھے نہیں پسند، تم داڑھی رگڑ کے کریم لگا کر چہرہ چمکدار بنا لو، چہرہ شیشہ کی طرح چمک رہا ہو۔ مجھے نہیں پسند۔ میں تو کہتا ہوں چاہے میلا کچیلا چہرہ ہو لیکن میرے نبی جیسی سنت چہرہ پر ہو۔ مجھے تو وہ اچھا لگتا ہے۔ تم اپنے طور پر جو چاہو کر لو۔ جس نے نمونہ دیا ہے۔ پسند اس کی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نمونہ دے دیا ہے تو نمونہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند یہی ہے کہ چہرہ کے اوپر میرے نبی

جیسی داڑھی ہو۔ مجھے اچھی لگے گی۔ آپ کہیں نہیں جی اس طرح آدمی جانگلی سا لگتا ہے۔ جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ اس میں ایسی الجھی ہوئی ہوتی ہے۔ استرا پھرا کر ایسی کریم استعمال کی جائے تو چہرہ بڑا چمکدار ہوتا ہے۔ ایسی گالیں چمکتی ہیں کہ اس میں چہرہ نظر آتا ہے انسان کو۔

لیکن افسوس ودوری ہے ایسے چہرہ پر جو نبی کے چہرہ سے نہیں ملتا۔ وہی کپڑے ڈھیلے ڈھالے اللہ کو پسند ہیں۔ جو نبی ﷺ کے نمونہ کے مطابق ہیں۔ اللہ کی رحمت برسے گی اگر نمونہ کے مطابق ہیں۔ نمونہ کا تو معنی یہی ہوتا ہے کہ تمہیں یہ چیز دے دی تم نے ایسا بننا ہے۔ ایسا بن کے آؤ گے تو ”فاتبعونی یحببکم اللہ“ میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ یہ شکل، یہ صورت، یہ عمل، سب کچھ اللہ کو محبوب ہے۔ جو اس کی نقل اتارے گا اللہ کو محبوب ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں کتنے صاف لفظوں میں اعلان ہے۔ لیکن میں آپ سے بات اگلی کرنا چاہتا ہوں۔

اعلان نبوت سے پہلے اطاعت کا مطالبہ نہیں

سرور کائنات ﷺ نمونہ ہیں ہمارے لئے۔ رسول اطاعت کے لئے ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ آپ ﷺ پیدا کس دن ہوئے تھے؟ پیر کے دن، آپ میں سے کون کون پیر کے دن پیدا ہوا ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کے نمونہ کی رعایت رکھی ہو؟ رکھی کسی نے رعایت؟ آپ کے بس میں ہے؟ اب اگر کوئی چاہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری اولاد حضور ﷺ کے نمونہ کے مطابق پیدا ہو۔ لہٰذا سوموار کے دن پیدا ہونی چاہئے ہو جائے گا کوئی پیدا؟ حضور ﷺ کس وقت پیدا ہوئے تھے؟ طلوع فجر کے وقت۔

اب کسی کے اختیار میں ہے کہ اس وقت پیدا ہو جائے؟ حضور ﷺ نے دودھ کا زمانہ کہاں گزارا؟ حلیمہ سعدیہؓ کے پاس یہ نمونہ اپنا سکتا ہے کوئی۔ کہ آپ بھی اپنے بچوں کو حلیمہ سعدیہؓ کے پاس چھوڑ آیا کرو۔ وہاں اس ماحول میں، یہ غیر اختیاری واقعات نمونہ نہیں ہوا کرتے، نمونہ ہوا کرتے ہیں اختیاری واقعات، حضور ﷺ کا شق صدر ہوا بچپن میں آپ اس نمونہ کو کیسے اپنا سکتے ہیں کہ آپ کا بھی شق صدر ہو جائے۔ جوانی میں ہوا شق صدر آپ کیا کریں گے۔ کیسے کریں گے شق صدر، آپ کے بس کی بات ہے؟ آپ ﷺ نے اتنی عمر تک بکریاں چرائیں اتنی عمر تک تجارت کی یہ کیا وہ کیا۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں نہ آپ سے ان چیزوں کو اپنانے کا مطالبہ ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی زندگی دو حصوں میں تقسیم ہوگی۔

ایک ہے ولادت سے لے کر چالیس سال تک کی زندگی یہ محمد بن عبداللہ کی زندگی ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی نہیں ہے۔ اس میں آپ اس کی نقل نہیں اتار سکتے۔ نہ آپ سے مطالبہ ہے کہ تم ایسا بن کے دکھاؤ مکہ میں پیدا ہو کے دکھاؤ اس محلے میں پیدا ہو کر دکھاؤ۔

محمد رسول اللہ بننے کے بعد اطاعت لازم ہوتی ہے

آپ محمد رسول اللہ کب شروع ہوئے۔ چالیس سال کے بعد جب آپ پر وحی آئی، وحی آنے کے بعد

آپ محمد رسول اللہ بنے۔ محمد رسول اللہ بننے کے بعد ہمیں دعوت ہے کہ اس نمونہ کو اپناؤ اور ان کی اطاعت کرو، محمد رسول اللہ بننے کے بعد، بات سمجھ لو۔

☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بن کر ہی آپ نے نماز پڑھنا شروع کی۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کئے۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے زکوٰۃ دینا شروع کی۔

یہ سارے کے سارے اعمال جتنے بھی شروع ہیں۔ محمد رسول اللہ بننے کے بعد کے ہیں۔

اعلان نبوت کے بعد والی زندگی کا تذکرہ کرو

اچھا اب اللہ تعالیٰ کہتا ہے رسول ہوتا ہے۔ اطاعت کے لئے، اللہ کہتا ہے میں نے یہ تمہارے لئے نمونہ بھیجا ہے تو اس اطاعت کے لئے رسول کا ہونا، نمونہ کے لئے رسول کا ہونا، یہ حضور ﷺ کے محمد رسول اللہ ہونے کے بعد کی زندگی کا خاصہ ہے۔ یہ اس لئے اگر آپ نے محمد رسول اللہ کو یاد کرنا ہے تو نبوت کے بعد کی باتیں کرو تا کہ جو کچھ حضور ﷺ کرتے تھے تم اس کو اپنا بھی سکو۔

اس کے مطابق عمل بھی کرسکو۔ اطاعت بھی کرسکو اور اس نمونہ کو بھی اختیار کرسکو۔ حضور ﷺ کی مسجد بنی آپ بھی مسجد بنالیں۔ حضور ﷺ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ آپ بھی جماعت سے نماز پڑھیں۔ حضور ﷺ اذان کہلواتے تھے۔ آپ بھی اذان کہلوائیں۔ آپ ﷺ نے جس کو حرام کہا ہے نہیں کھایا۔ آپ بھی نہ کھائیں۔ جس کو حلال کہا ہے کھایا ہے۔ آپ بھی اس کو کھائیں۔ زکوٰۃ دیں، روزے رکھیں، یہ ہے حضور ﷺ کی تعلیم کو اپنانے اور اس اسوۃ کو اپنانے کا طریقہ یہ تو ہم نے کرنا نہیں۔ چونکہ اس میں کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑتی ہے اور مشقت کرنی پڑتی ہے اور ہم یاد کریں گے۔ ان واقعات کو جن کی ہم نقل ہی نہیں اتار سکتے اور ذکر کریں گے۔ ان واقعات کو جن کو ہم نمونہ کے طور پر کسی کو اپنانے کے لئے کہہ نہیں سکتے۔

اب ساری زندگی تو ولادت کے قصے ذکر کرتے رہو کہ حضور ﷺ حضرت آمنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ساڑھے چار بجے صبح پیدا ہوئے۔ سوموار کے دن پیدا ہوئے۔ ساری چیزیں ذکر کرتے رہو۔ سننے والوں کو تذکرے میں محبت ہے انکار نہیں۔ لیکن اس کو مشغلہ بنا کے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو کہ لوگو! تم سوموار کے دن پیدا ہوا کرو، فجر کے وقت پیدا ہوا کرو، کہ حضور ﷺ کی زندگی کو اپنانے کا یہ طریقہ ہے۔ یہ آپ کی بس کی بات نہیں ہے۔ تذکرہ اس کا کریں گے۔ یاد رکھو! حضور ﷺ کے زیر استعمال جو گدھے گھوڑے تھے ان کا تذکرہ بھی باعث ثواب ہے۔ لیکن اس کو ایسا مشغلہ بنالینا کہ جب دیکھو زندگی میں یہی ہو رہا ہے اور جو اپنانے کی زندگی ہے اس کا نام نہیں۔ وہ اس لئے نام نہیں کہ وہاں کچھ کرنا پڑتا ہے اور کرنا ہم نے ہے نہیں۔ جہاں تک کرنے کی بات ہے وہ ہم نے کرنی نہیں ہے۔

میلاد کرنے والوں کی مثال

وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کریم میں بہت سارے احکام اللہ نے دیئے ہیں۔ لیکن طبعی طور پر تجھے سب سے زیادہ حکم کون سا پسند ہے؟ بہت اللہ نے احکام دیئے ہیں۔ کون سا حکم اللہ کا تجھے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ جس پر عمل کرنے کو جی چاہتا ہے۔

وہ کہتا ہے: ’’کلوا واشربوا ‘‘ یہ بھی تو اللہ کا حکم ہے کہ کھاؤ پیو، ’’کلوا ‘‘ کا معنی ہے کھاؤ، ’’واشربوا ‘‘ کا معنی پیو کہتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم بڑا پیارا لگتا ہے۔ ’’کلوا واشربوا ‘‘ اچھا اللہ نے دعائیں بہت ساری سکھائی ہیں۔ مانگنے کے لئے، قرآن کریم بھرا ہوا ہے۔ دعاؤں سے، تو ان میں سے دعا کون سی زیادہ پسند ہے۔ وہ کہتا ہے: ’’ربنا انزل علینا مائدہ ‘‘ یا اللہ پکا پکایا کھانا اتار، کہتا ہے دعاؤں میں سے یہ پسند ہے تو جب ذوق یہ ہو جائے کہ یا کھانا یاد ہے یا پینا یاد ہے۔ وہی حساب ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ کر رکھا ہے۔

شیخ سعدی ؒ نے کتنی اچھی بات کہی۔

زے سنت نہ بینی درے شاہ اثر
مگر خواب پیشی وناں سحر

یہ شیخ سعدی ؒ کا قول آٹھ سو سال پہلے کا ہے۔ کہتے ہیں لوگوں میں سنت کا تو آپ کو نام ونشان نظر نہیں آئے گا۔ دو سنتوں کی پابندی لازماً کرتے ہیں۔ دوپہر کو سونا ضرور ہے کہ حضور ﷺ سوتے تھے۔ دوپہر کو قیلولہ کرنا سنت ہے اور ایک سحری کا کھانا ضرور کھانا ہے کہ حضور ﷺ بھی سحری کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ باقی یہ سنت کہ حضور ﷺ رات کو کھڑے ہوتے تو پاؤں ورم آ جاتا تھا۔ اللہ کے سامنے روتے تھے۔ دعائیں کرتے تھے۔ ہاتھ پھیلاتے تھے۔ پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتے تھے۔ پھر مدنی زندگی میں آخری زندگی کے اندر جہاد کا اہتمام کیسے ہوتا تھا۔ یہ نہیں یاد کہ یہ کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ کرنے کے لئے اور آدمی جائیں یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔

صحابہ حضور ﷺ کی چاہت کو اپناتے تھے

ایک بات اور یاد رکھ لینا آپ کو یاد رہ جائے گی۔ مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے۔ ترمذی شریف میں بھی ہے اور کتابوں میں بھی ہے۔ ترمذی میں تو گزری ہے انہی دنوں میں۔ مشکوٰۃ میں باب القیام میں موجود ہے۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ جتنا ہمیں حضور ﷺ سے پیار تھا۔ کسی سے پیار نہیں تھا۔ واقعہ بھی ایسے ہی تھا آگے آپ اگر واقعات ذکر کرنا شروع کریں تو ساری رات گزر جائے گی۔ لیکن جب حضور ﷺ تشریف لایا کرتے تھے۔ مجلس میں تو ہم اٹھ کے کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے بیٹھے رہتے تھے۔ (ترمذی ج۲ ص۱۰۰) کیوں؟ پہلے جملے کا مطلب تھا کہ محبت حضور ﷺ سے سب سے زیادہ تھی۔ جی چاہتا تھا کہ حضور ﷺ جب سامنے آئیں تو ہم اٹھ کے کھڑے ہو جائیں۔ ہمارا جی چاہتا تھا یاد رکھنا اس بات کو، لیکن ہم کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

کیوں نہیں ہوتے تھے کہ حضور ﷺ کو پسند نہیں تھا کہ ہم آپ ﷺ کے آنے پر اٹھ کے کھڑے

ہوجائیں۔ یہ حدیث میں صاف لفظوں میں روایت موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں باب القیام ہے۔ ترمذی شریف میں ابھی گزری ہمارے سامنے: ''من کراھیتہ لذلک '' حضور ﷺ کو تعظیماً اٹھ کر کھڑا ہونا پسند نہیں تھا۔ اس لئے ہم اپنی مرضی پر عمل نہیں کرتے۔ ہم حضور ﷺ کی مرضی پر عمل کرتے تھے اور حضور ﷺ کو ہمارا کھڑا ہونا پسند نہیں تھا۔ اب مجلس لگی ہوئی ہو، حضور ﷺ حساً سامنے تشریف لا رہے ہیں تو صحابہ اٹھتے نہیں تھے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو اٹھنا پسند نہیں تھا۔ اب ہوتا یہ ہے کہ ایک نعت خواں کہتا ہے کہ آ گئے آ گئے، تشریف لے آئے۔ تشریف لے آئے۔ تو سارے کے سارے ہاتھ باندھ کر اٹھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اتباع سنت حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے

صحابہ کرام ﷺ کی محبت کے ساتھ کیا جوڑ۔ ان باتوں کا، جیسے حضور ﷺ کا طرز عمل تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کی محبت وہ ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی روایت آپ کے سامنے پڑھی تھی۔ حضرت انس ؓ کو خطاب کر کے کہا تھا کہ بیٹے دل صاف رکھا کرو۔ ایک دوسرے کے متعلق: ''یابنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی وذالک من سنتی ومن احیاء سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ'' (ترمذی ج۲ص۹۶، مشکوٰۃ ج۱ص۳۰)

بیٹے صبح شام خیال رکھو اس بات کا تمہارے دل میں کسی کے متعلق کھوٹ نہ ہو۔ دل اپنا صاف رکھو۔

پھر فرمایا کہ یہ میرا طریقہ ہے: ''وذالک من سنتی ومن احیا سنتی فقد احبنی ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ ''ومن احبنی ''جس نے میرے ساتھ محبت کی ''کان معی فی الجنۃ ''وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا تو حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے۔ ''احب سنتی '' حضور ﷺ کی سنت سے محبت رکھو۔ شکل وصورت چہرے، اٹھنا، بیٹھنا گھر کا ماحول حضور ﷺ کی سنت اور اسوہ کے مطابق بناؤ تو یہ حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے۔ اس پر حضور ﷺ بھی خوش ہوں گے اور ان شاءاللہ جنت میں بھی ساتھ لے جائیں گے۔

علماء دیوبند کا شعار سنت کی اتباع ہے

صبح شام رات دن آپ لوگ قال اللہ وقال رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور حضور ﷺ کا ذکر کیا ہوگا۔ صبح سے لے کر شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ درس گاہوں کے اندر ہر وقت قال اللہ وقال رسول اللہ پڑھتے ہیں اور ہم ان رسموں کے پابند نہیں ہیں۔ یہ ہے اصل میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ، طرز عمل واہل سنت والجماعت میں سے آج کل یہ طرز عمل ہے جن کو علماء دیوبند کہتے ہیں۔ اصل، دیوبندیت یہی ہے اس فاسد ماحول میں۔ سنت کا اتباع اس لئے اگر آپ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتے ہیں تو حضور ﷺ کی سنت کا اہتمام آپ کو سب سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ!

سید معراج الدین مخلصیار!

حضرت مولانا عبدالغنی صاحب ۱۹۴۰ء کو ضلع قلعہ عبداللہ/ چمن میں حاجی ملا میر عالم کے ہاں پیدا ہوئے۔ کم سنی میں والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد ان کے بڑے بھائی حاجی دلبر خان نے دست شفقت رکھا۔ علمی خانوادے کے اس چشم و چراغ نے ابتدائی تعلیم چمن کی ایک مقامی مسجد میں ملا محمد حنیفہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں چمن ہی کے ممتاز عالم دین مولوی محمد نور صاحب فاضل دیوبند سے علم الصرف والنحو کی ابتدائی کتب پڑھیں اور درس نظامی کی دیگر کتب پڑھنے کے لئے قندہار اور کوئٹہ میں جید علماء کرام کے سامنے زانوتلمذ تہہ کیا۔ قندہار میں مولانا محمد صدیق صاحب سے کئی سال مستفید ہونے کے بعد کوئٹہ میں جامعہ اسلامیہ چمن پھاٹک کے بزرگ عالم دین مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا جلال الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ سے دیگر علوم کا استفادہ کیا۔ یہ دونوں علماء کرام فکری نسبت سے ’’اہل سنت والجماعت‘‘ کے اجماعی اور اتفاقی عقائد ونظریات پر اسلاف دیوبند کی تحقیقات کی روشنی میں پوری شدت وسختی سے قائم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عقائد کے میدان میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی میں کوئی لچک نہ آئی۔ تکمیل درس نظامی کے لئے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ خیبر پختونخواہ کا رخ کیا۔ جہاں انہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحلیم صاحب سے علوم احادیث نبویہ کی حصول کا موقع ملا۔ ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۳۸۳ھ مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد شیخ صاحب نے کوئٹہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ حاجی غیبی روڈ شالدرہ میں کتب فنون سے اپنے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ انتہائی قلیل عرصے میں ایک ممتاز مدرس کی حیثیت سے ابھرنے لگے۔ طالبان علوم نبوت دور دراز علاقوں سے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں آنے لگے اور ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے بیتاب رہتے۔ دو سال کی مختصر مدت میں عوام اور خواص کی نظروں میں مقبول ہوگئے۔

۱۹۶۶ء کو اچکزئی قوم کی ایک شاخ پیر علی زئی قبیلے کے بزرگوں کی بے احد اصرار پر جنگل پیر علی زئی چلے گئے۔ وہاں تین سال تک مسند امامت کو سنبھالا دیا۔ یہاں بھی طالبان علوم نبوت حصول علم کے لئے حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس کے بعد شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی گاؤں چمن چلے گئے۔ جہاں انہوں نے جامع مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی امامت کے ساتھ مزید عزم واستقامت کے ساتھ درس وتدریس کا حلقہ وسیع کیا۔ شمع علم کے پروانے دور دراز علاقوں سے حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آنے لگے۔ ان کی خواہش اور محبت کے پیش نظر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۷ء میں دورہ حدیث کا آغاز کیا۔ ہر سال سینکڑوں علماء کرام کو فراغت کے دستار فضیلت پہنانے لگے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ کئی سال بعد چمن کے دردمند عوام نے علماء کرام کی والہانہ محبت کے پیش نظر ان سے باقاعدہ مدرسے کے قیام کا مطالبہ کیا۔ ۱۹۹۷ء کو حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء اور عوام کے شدید اصرار

پر چمن بائی پاس کے ساتھ ’’جامعۃ العلوم الاسلامیہ‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا اور اسی سال اس میں دورہ حدیث بھی پڑھایا۔ پانچ ایکڑ کے وسیع رقبے پر محیط مدرسے کا قیام علماء کرام اور اہل چمن کے لئے کسی بشارت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ ہر سال صرف دورہ حدیث میں پانچ سو علماء کرام سے زیادہ تعداد رہتی۔ بہت قلیل عرصے میں کوژک کے دامن میں واقع جامعہ اسلامیہ ایک مینارہ نور بن گیا۔

سنہ فراغت سے ۱۹۹۹ء تک جمیعت علماء اسلام (ف) کے پلیٹ فارم سے سیاست میں عملی طور پر سرگرم رہے۔ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۷ء میں جمیعت علماء اسلام (ف) کے ٹکٹ پر پشین/ قلعہ عبداللہ سے دو مرتبہ نیشنل اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اہل بلوچستان کی طرف سے قائدانہ کردار ادا کیا۔

حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ نے ۱۸ سال کی عمر میں حج کا سفر کیا۔ ۱۸ مہینے حرمین شریفین میں اقامت کے بعد جب وطن واپس پہنچے تو عوام وخواص انہیں حاجی صاحب کے نام سے پکارتے۔ یہ ’’حاجی صاحب‘‘ نام حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی نسبت سے اتنی مشہور ہوگیا کہ ان کی شناخت بن گیا۔ ۳ مرتبہ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ’’الحاج‘‘ کی صفت ان کے نام کے ساتھ لاحقہ بن گئی۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے بعد جہاد افغانستان کے مسئلے پر دیوبندی علماء کے متفقہ مؤقف پر ڈٹ جانے والے قافلے کے آخری جرنیل حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ ہی تھے۔ جنہوں نے جہاد وعزیمت کے علم کو بیسویں صدی کے اختتام پر اکیسویں صدی کی دہلیز تک سہارا دیا۔ اس کے علاوہ وہ علمی میدان کے روشن مینار تھے۔ کسی دینی مسئلے پر بحث شروع کر دیتے تو بڑے بڑے علماء اور بلند پایہ کے مفتیان کرام ان کے علمی رموز پر انگشت بدندان رہ جاتے۔ قبائلی مسائل اور علمی میدان میں ضلع قلعہ عبداللہ کے باشندوں کے لئے حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کی بات حرف آخر کی حیثیت رکھتی۔

کوئی قبائلی بحران پیدا ہوتا تو حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ جس رائے کو حق سمجھ کر اس پر ڈٹ جاتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنے مؤقف سے نہ ہٹا سکتی۔ اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ احادیث نبویہ کی تدریس اور علوم دینیہ کی ترویج کے ساتھ مملکت خداداد میں صحیح اور مکمل نظام مصطفیٰ ﷺ رائج کرانے کے لئے وقف کر رکھا تھا اور اس راہ میں جو مصائب ومشکلات پیش آئیں۔ انتہائی استقامت اور خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ خاموش طبع اور عزم واستقامت کے اس کوہ گراں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے پوری علمی اور سیاسی زندگی میں اپنی خدمات کا صلہ کسی سے نہیں مانگا۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی خاموشی پیشہ ورانہ خاموشی نہ تھی۔ بلکہ وہ صحیح معنوں میں دین الٰہی کے خاموش پاسباں تھے۔

حضرت مولانا الحاج عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ جب گھر سے درس حدیث دینے کے لئے اپنے مدرسے کی طرف جارہے تھے تو کالج روڈ چمن پر مخالف سمت سے آنے والی تیز رفتار گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کے سر پر چوٹیں لگیں۔ ہسپتال پہنچانے سے قبل اس مرد قلندر نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

’’قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ‘‘اس المناک حادثے کی خبر پورے ملک سمت افغانستان میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔صبح دس بجے سے حضرت شیخ صاحب ؒ کے ہزاروں سوگواروں کے قافلے نماز جنازہ میں شرکت کے لئے چمن کی طرف رواں دواں تھے۔

سہ پہر تین بجے ساٹھ ہزار افراد کا مجمع مشرقی بائی پاس پر جامعہ اسلامیہ کے عقب میں وسیع میدان پر اپنے شیخ صاحب کی جسد خاکی پہنچنے کے منتظر کھڑے تھے۔ساڑھے چار بجے بڑے صاحبزادے برادرم حافظ محمد یوسف صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں شاگردوں کی موجودگی میں اپنے صاحبزادوں نے جسد خاکی کو لحد میں اتارا۔رقت امیز منظر تھا۔طلباء اور عوام دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔جامعہ کے صحن میں دارالحدیث ہال کے ساتھ قبر پر رات گئے تک سینکڑوں شاگرد سر جوڑ کر بیٹھے رہے اور اپنے استاذ الحدیث کے فراق کی وجہ سے غم میں نڈھال تھے۔

ضلع کرک میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات

پہلا پروگرام:۶ر دسمبر بمقام دارالعلوم سراج القرآن تحصیل تخت نصرتی۔زیر سرپرستی مولانا حافظ ابن آمین۔ تقریباً۱۱ر بجے۔ پہلا بیان مولانا عابد کمال مبلغ پشاور کا ہوا اور دوسرا بیان حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ دوسرا بیان دارالعلوم ورانہ مدینۃ العلوم ورانہ شہید آباد بعد نماز ظہر ہوا۔ پہلا بیان حافظ ابن آمین نے اور دوسرا بیان حضرت مولانا اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔مہتمم مولانا شاہ عبدالعزیز مجاہد۔تیسرا پروگرام بمقام مدرسہ تدریس القرآن غنڈی کلہ میں منعقد ہوا۔ پہلا بیان حافظ ابن آمین اور دوسرا بیان حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ بعد نماز عصر چوتھا پروگرام جامع مسجد پیرودیں شاہ کرک شہر میں منعقد ہوا۔ پہلا بیان حافظ ابن آمین اور دوسرا بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فرمایا۔ بعد نماز عشاء ۷ر دسمبر مطابق ۱۱ر محرم الحرام بمقام میٹھا خیل جامع مسجد زیر صدارت مولانا کریم اللہ صاحب۔تقریباً۱۱ر بجے بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ بمقام ٹیری زیر صدارت حافظ ابن آمین تلاوت قاری عبدالعلیم،نعت قاری پیر محمد صاحب بعد ظہر پہلا بیان مولانا عابد کمال دوسرا بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

پشاور میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹاؤن ٹو پشاور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۹ر دسمبر ادارہ تعلیم القرآن مدنی مسجد پخہ غلام پشاور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت جناب قاری صبغت اللہ جان مدنی نے کی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔تلاوت قاری زبیر الدین نے پیش کی اور اس کے بعد ادارہ کے ننھے طالب علم اویس قرنی نے ختم نبوت کا ترانہ کچھ اس انداز میں پیش کیا کہ حاضرین داد دیئے بغیر رہ نہ سکے۔ پھر ٹاؤن ٹو پشاور کے ختم نبوت کے ناظم جناب حضرت مولانا عبدالکریم اور ختم نبوت کے مبلغ جناب مولانا عابد کمال نے ختم نبوت کے مسئلے پر روشنی ڈالی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا جہانزیب اور قاری محمد عاصم سمیع نے سرانجام دیئے۔ پھر حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ایمان افروز بیان شروع ہوا۔تمام شرکاء حضرت کے بیان کے دوران انتہائی دلجمعی سے بیٹھے رہے اور مسئلہ ختم نبوت سے آگاہ ہوئے اور اسی کے ساتھ یہ کانفرنس دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوئی۔

مولانا وحید الدین خان کی بے خبری یا تجاہل عارفانہ!

مفتی محمد سعید خان!

انڈیا کے جناب وحید الدین خان کے نظریات پر مشتمل ایک فتویٰ اسی شمارہ میں دوسری جگہ موجود ہے۔ موصوف نے اپنی روایتی وسعت سے مرزا قادیانی کے متعلق بھی حقائق کا منہ چڑایا ہے اور جمہور کی رائے کے خلاف قدم مارا ہے۔ راولپنڈی کے جناب مولانا سعید احمد خان صاحب نے اس مسئلہ پر وحید الدین کی اس مضمون میں گرفت کی ہے جو ہم اس شمارہ میں شریک اشاعت کر رہے ہیں۔ مولانا وحید الدین کی تعریف میں اور مرزا قادیانی کے تذکرہ میں مولانا سعید احمد خان نے بڑے وقیع الفاظ استعمال کئے۔ جس پر انہیں فقیر نے نیاز نامہ بھی تحریر کیا اور ان کی اجازت کے بغیر وہ الفاظ بھی یہاں سے کاٹ دیئے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی چیز رہ گئی ہو تو قارئین سے پیشگی معافی کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مولانا وحید الدین خان کے ماہ رواں اکتوبر ۲۰۱۱ء کا شمارہ ''الرسالہ'' نظر نواز ہوا اور اس ماہ کا موضوع ہے۔ ''ختم نبوت'' ختم نبوت جو ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ اور کفر واسلام کا ایک امتیازی نشان ہے۔ مسلمانوں میں کبھی بھی متنازعہ نہیں رہا۔ جس شخص نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اسے اور اس کے ماننے والوں کو امت مسلمہ نے کبھی بھی اپنی صفوں میں کوئی جگہ نہیں دی۔ دعوائے نبوت اس قدر ہولناک ہے کہ اس کے مدعی کے کلام کی توجیہہ وتاویل کبھی بھی قابل اعتبار والتفات نہیں ٹھہری۔ اب تک جس آخری شخص نے نہایت شدومد سے دعویٰ نبوت بھی کیا اور انہیں اپنے ماننے والوں کی جماعت بھی میسر آئی۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ الرسالہ کے اس ''ختم نبوت'' نمبر میں اس کے دعوائے نبوت کی تاویل کرتے ہوئے وحید الدین خان اس دعوے کی نہ صرف یہ کہ نفی کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کی تاویل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظل نبی ہوں۔ یعنی میں نبی کا سایہ ہوں۔ اس طرح کے قول کو ایک طرح کی دیوانگی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کو دعوائے نبوت نہیں کہا جاسکتا۔'' (ماہنامہ الرسالہ ص۱۳، ماہ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

موصوف کو وہ بات معلوم نہیں جو مسلمانوں کے بچے بچے کی نوک زبان پر ہے اور جس دعوے کو اس کے مدعی نے بار بار تحریر کیا ہو۔ جس دعوے پر خود ان کی اپنی جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ چکی ہو اور جس دعوے کی بیخ کنی کے لئے امت مسلمہ اپنا گرم لہو بہا چکی ہو۔ کیا وحید الدین خان اسی دعوے کی اس مدعی سے نفی کرتے ہیں اور اپنی اس

تحریر سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

معروضہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہمیشہ نبوت کا دعویٰ کرتے رہے ہیں اور بالکل صاف اور واضح الفاظ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول کہتے رہے ہیں۔ ان کی زبان اور قلم ہمیشہ اپنے سننے اور پڑھنے والوں سے یہی تقاضا کرتی رہی ہے اور اب بھی ان کی جماعت کا اصولی مؤقف یہ ہے کہ ان کے مقتداء اور پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانا جائے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔''

اس تحریر میں وہ صاف اور واضح الفاظ میں یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پاک وحی ان پر نہ صرف یہ کہ نازل ہوئی ہے بلکہ اس وحی کے ذریعے انہیں ایک آدھ مرتبہ نہیں، سینکڑوں مرتبہ اس شرف سے نوازا گیا ہے کہ وہ صرف نبی ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں۔

پھر آگے چل کر تحریر کرتے ہیں: ''چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک وحی اللہ (اللہ تعالیٰ کی وحی) ہے۔ ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔''

اس عبارت میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی واضح الفاظ میں تحریر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چند سطروں کے بعد تو اس نے ایسی عبارت لکھی ہے جو کسی بھی اشتباہ یا تاویل کا موقع فراہم نہیں کرتی۔

''یہ وحی اللہ (اللہ تعالیٰ کی وحی) ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

نہایت واضح الفاظ میں انہوں نے اپنا دعویٰ بیان کیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ''محمد'' تجویز فرمایا ہے۔ پناہ بخدا، ان تمام عبارات کے لئے ملاحظہ ہو۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

صرف اس ایک کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہی نہیں بلکہ ان کی متعدد کتابوں میں بار بار اس دعوے کی تکرار کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ وہ اپنی وحی کو بھی قرآن کریم کے ہم پلہ قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

وہ اپنی وحی پر جس قدر یقین رکھتے ہیں۔ یہ بالواسطہ طور سے دعوئے نبوت ہی تو ہے۔ انہوں نے ہمیشہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور اس ادّعا میں کبھی کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی۔ حتیٰ کہ جو لوگ ان کی نبوت و وحی کا انکار کرتے ہیں وہ انہیں جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں اس طرح کی تحدّی وہی افراد کرتے ہیں جو اپنے دعوئے کو حتمی اور قطعی جانتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفین کو ہرگز کوئی لچک دکھانے کو تیار نہیں ہیں اور کہتے ہیں:

ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساء هم من دونهن الاکلب

’’دشمنان ماخنزیر هائے بیابان شده اندوزنان آنها سك ماده هارا درپس انداخته اند‘‘دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ص۵۳)

یہ عربی شعر بھی انہی کا ہے اور پھر اس کے فارسی وار دو تراجم بھی خود انہی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ صاف، صریح اور واضح الفاظ وہ کون سے ہیں جن کے ذریعے وہ دعویٰ نبوت کریں؟

مولانا وحیدالدین خان سے درخواست ہے کہ اگر اب تک انہوں نے قادیانیوں کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا تو ان کی کتب ’’روحانی خزائن‘‘ کو غور سے پڑھیں اور کسی بھی شخص یا فریق کی بات سنے۔ ان کا لٹریچر پڑھے اور ان کے متعلق کسی بھی ٹھوس ثبوت کے بغیر کوئی حکم لگانا، بعید از انصاف ہے۔ ان کی جماعت کے کسی بھی ذمہ دار فرد سے اگر ان کا مسلک دریافت کیا جائے تو وہ مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت ورسالت کا ہی اقرار کرتے نظر آئیں گے۔ وحیدالدین خان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تحریر کو واپس لیں اور اپنے مؤقف سے رجوع کریں۔ پوری امت مسلمہ کے مقابلے میں وہ فردواحد اور تنہا ہیں۔ جنہوں نے یہ چونکا دینے والا دعویٰ کیا ہے اور یا پھر یوں کہیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تاویل کی ہے۔ اس طرح کی تحریر ان کی دیگر تحریرات کے مطالعے میں خود ان کے دوستوں کے لئے بھی سدراہ ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ تمام تحریر بھی اس صورت کے لئے ہے کہ یہ فرض کر لیا گیا کہ وحیدالدین خان کی نظر سے مرزاغلام احمد قادیانی کی ایسی تحریرات اور کتابیں نہیں گزریں۔ لیکن اگر وہ ان کی کتابوں کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تو پھر وہی مثل صادق آتی ہے کہ: ’’ہم سوئے ہوئے کو تو بیدار کر سکتے ہیں۔ اس کو نہیں جو سویا بن رہا ہے۔‘‘

یہ مؤقف...... مرزاغلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا ہی نہ تھا۔ بیان اور تحریر کرتے ہوئے اس واقعے کو بھی نہ بھلانا چاہئے جو خود ہمارے شہر راولپنڈی میں ۱۹۴۷ء میں پیش آیا تھا۔ ہمارے نانا مرحوم اس مناظرے کے چشم دید گواہ تھے۔ وہ اس مناظرے کی داستان بھی سنایا کرتے تھے اور یہ بتاتے تھے کہ دونوں گروہ اپنے دلائل دن کو تحریر کر کے رات کو سنایا کرتے تھے۔ یہ مناظرہ ماسٹر دیوان چند کے ہال میں منعقد ہوا تھا اور اس میں ابوالعطاء نے قادیانیوں کی طرف سے اور اختر حسین گیلانی نے لاہوریوں کی طرف سے دلائل دیئے تھے۔ دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ جو بہت زوروشور سے زیر بحث آیا۔ ’’مسئلہ نبوت مرزاغلام احمد قادیانی‘‘ بھی تھا۔ مرزائیوں کے دونوں گروہوں (لاہوری اور قادیانی) سے بعد اور ان کا امت مسلمہ سے الگ ہونا، یہ حقائق بچپن ہی سے انہوں نے ذہن نشین کرادیئے تھے۔ بعدازاں اس مناظرے کی تفصیلات کا جب خود مطالعہ کیا تو کتابوں سے بھی ان کے بیان شدہ واقعات کی تصدیق ہوتی رہی۔ مطالعے نے ان کے بیان کردہ حقائق کے علم میں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا۔ اس مباحثے کی تفصیلات جاننے کے لئے ملاحظہ ہو:

الف...... مباحثہ راولپنڈی: اس مناظرے کی تمام تفصیلات شائع شدہ ہیں اور اس کی اوّلین اشاعت پر مرزائیوں کی دونوں جماعتوں (لاہوری اور قادیانی) نے مشترک خرچ برداشت کیا تھا۔

ب...... تاریخ احمدیت: از ۱۹۳۴ء تا ۱۹۳۹ء، چوتھا باب، فصل ششم ج ۷ ص ۵۳۳۔

مناظرے کا قصہ مختصر یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا ایک گروہ تو وہ تھا جن کا تعلق لاہور شہر سے تھا اور وہ اسی نسبت سے لاہوری مرزائی کہلاتے تھے اور ہیں اور دوسرے گروہ کا تعلق قادیان سے تھا اور وہ قادیانی مرزائی کہلاتے تھے اور اب تک ان دونوں گروہوں کو اسی نسبت سے پکارا جاتا ہے۔ لاہوری گروہ کا بھی کچھ وضاحت کے ساتھ تقریباً یہی دعویٰ تھا جو آج وحیدالدین خان نے تحریر فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور ان کے دعوائے نبوت کے الفاظ کی تاویل کرتے تھے اور یہ کہ وہ اپنی صدی کے مجدد تھے۔ جب کہ دوسرے گروہ کا عقیدہ، عقیدۂ نبوت و رسالت تھا۔ مناظرے میں دونوں طرف سے عبارات پیش کی گئیں۔ لیکن دوسرا گروہ غالب آیا اور ان کی فتح اسی بات پر ہوئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور رسالت ہی کا دعویٰ کیا تھا۔

اس لئے اس بحث کا کھوج لگانے کو ''مباحثہ راولپنڈی'' کو بھی خاص طور پر زیر مطالعہ رکھنا چاہئے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی بھی دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ انہوں نے ایک سکھ گرو گربچن سنگھ (وفات: ۱۹۸۰ء) کی مثال دی ہے کہ وحیدالدین خان ان سے ملے۔ کیونکہ ان کے کچھ معتقدین انہیں وقت کا پیغمبر (Prophet of the time) کہتے تھے۔ لیکن گربچن سنگھ نے خود کبھی اپنی زبان سے دعوائے نبوت نہیں کیا تھا۔

پھر اپنے دعویٰ کی تائید میں مزید ایک ہندو گرو برہما شری کرونا کرا کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ان سے سوال کیا کہ:

Q- Do you claim that you are a prophet of God in the same sense in which moses, and Jesus, and Muhammad claimed the were prophets of God.

کیا آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جس معنی میں (سیدنا) موسیٰ، (سیدنا) عیسیٰ اور (سیدنا) محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، میں بھی اسی طرح خدا کا پیغمبر ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

A- No, I don't make any such claim.

نہیں میں نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔

پھر ان دو مثالوں کے بعد وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں: ''جس طرح خدا کے سوا کوئی اور شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خدائے رب العالمین ہوں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر (Prophet of God) ہوں۔'' (ماہنامہ الرسالہ ماہ اکتوبر ۲۰۱۱ء ص ۱۳،۱۴)

وحیدالدین خان سے گذارش یہ کرنی ہے کہ اس تمام کتھا کو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت

ورسالت سے، واسطہ کیا ہے؟ ایک سکھ اور ایک ہندو گرو نے دعویٰ نبوت سے انکار کردیا۔ بالکل درست ہے اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا ہے۔ اس کے تاریخی، ناقابل تردید ثبوت، انہی کی کتابوں سے پیش کردیئے گئے ہیں تو دونوں باتیں حقیقت پر مشتمل ہیں۔ یہ دونوں حقائق ایک دوسرے کی نفی تو نہیں کررہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سکندر بادشاہ تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور ایک قدیم شہر ہے۔ دونوں حقائق کا اپنا اپنا مقام ہے۔ ایک حقیقت دوسری حقیقت کی کاٹ تو نہیں کررہی۔

دوسرے اس بات پر بھی غور فرمالینا چاہئے کہ اگر یہ دونوں گرو دعوائے نبوت کربھی لیتے تو کیا فرق پڑتا۔ ان کے غیرمسلم ہونے کی وجہ سے ان کے دعوے کی حیثیت اور بنتی ہے اور وہ شخص جو مسلمان ہو (جیسے کہ مرزاغلام احمد قادیانی ابتداءً مسلمان ہی تھا) اور پھر دعویٰ نبوت کر کے مرتد ہو جائے اور پھر ارتداد کے باوجود وہ خود اور اس کو نبی ورسول ماننے والے حضرات وخواتین اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور مسلمان ہونے پر اصرار کریں۔ ان کی حیثیت کچھ اور بنتی ہے۔ ایمان کسی شخص کے قبول کرنے کے اعتبار سے اجزاء پر مبنی نہیں ہے کہ کوئی شخص پچاس فیصد ایمان قبول کرے تو آدھے عقائد (پچاس فیصد) کو ماننے کی وجہ سے مسلمان کہلائے اور کوئی نوے فیصد ایمانیات کو قبول کرے تو وہ مؤمن ہو۔ مسلمان ہونے کے لئے تو بیک وقت پورے ایمان کو قبول کرنا اور مرتد ہونے کے لئے ان قطعی عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار بھی کافی ہے۔ والعیاذ باللہ!

اس لئے یہ دو گروؤں کی مثال آپ کے مؤقف کی تائید نہیں کرتی۔ ان کے عقائد میں بیسیوں کفر شامل ہیں۔ بالفرض وہ نبوت کا دعویٰ کربھی دیتے تو کیا ہوتا اور جب انہوں نے نہیں کیا تو کیا وہ مسلمان ہوگئے؟ ان کے لئے صرف ختم نبوت پر ایمان لانا ہی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی ایمانیات کے ہر ہر جز پر ایمان لانا ضروری تھا۔ جب کہ مرزاغلام احمد قادیانی تو اصلاً مرتد ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنے دعویٰ نبوت کے لئے جو مدارج طے کرنے کا دعویٰ کیا یا اپنے اس دعوے کا سفر کیسے طے کیا۔ ان کی منازل اور پڑاؤ کیا تھے۔ اس کی تفصیل بھی آتی ہے۔

آمدم برسر مطلب کہ گروؤں نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں کیا۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے بہت دھڑلے سے دعویٰ نبوت کیا اور وحیدالدین خان نے دو گروؤں کی مثال دے کر جو مرزاقادیانی کے دعوائے نبوت کے جرم میں تخفیف اور ان کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بالکل درست نہیں ہے۔ دونوں معاملات (Cases) الگ الگ ہیں۔ تقریب تفہیم کے لئے فقہ کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ ناواقف لوگ اور خود وحیدالدین خان کے قارئین اس فرق کو جان سکیں کہ شرعی مسائل میں مسلمانوں اور غیرمسلموں میں حتیٰ کہ غیرمسلم جو نبوت کے قائل نہ ہوں اور وہ غیرمسلم جو اہل کتاب ہوں۔ ہر ایک کے درمیان شریعت نے فرق کیا۔ ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھا ہے اور ہر ایک سے عدل کیا گیا ہے۔ مثال یہ ہے کہ کسی مسلمان شخص کی مسلمان بیوی اپنی عادت کے مطابق ایام سے فارغ ہوگئی تو شوہر سے اس کی قربت صحیح معنی میں اس وقت جائز ہوگی۔ جب وہ عورت یا تو غسل کرے اور یا پھر اس پر کم سے کم ایک نماز کا وقت گذر جائے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوئیں تو شوہر سے قربت اگرچہ جائز ہو۔ لیکن کچھ زیادہ پسندیدہ نہیں اور یہی صورت اگر کسی اہل کتاب عورت (کتابیہ) کے ساتھ پیش آجائے تو اس کی عادت کے

مطابق جب اس کے ایام پورے ہوگئے تو شوہر کی اس سے قربت فوری طور پر جائز ہو جائے گی۔ کیونکہ نہ تو اس عورت کے لئے غسل کا حکم ہے اور نہ ہی نماز کا۔ وہ جب مسلمان ہی نہیں تو اسلام اسے اپنی فروعات کا پابند نہیں کرتا۔ یہ تو ایک فروعی مثال ہے۔ جب کہ ختم نبوت کا عقیدہ قطعی عقائد میں سے ہے۔ اسلام ان دونوں گروؤں سے مکمل مسلمان ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ نہ یہ کہ وہ صرف ختم نبوت کے عقیدے پر قائم رہیں تو ان کا یہ عقیدہ قابل قبول ہے اور اسلام مرزاغلام احمد قادیانی سے عمر بھر یہ مطالبہ کرتا تھا کہ وہ اپنے دعوائے نبوت سے دستبردار ہوکر توبہ کریں اور اگر ان کے بقیہ عقائد درست ہیں تو پھر وہ مسلمان ہیں اور اب بھی ہمارا مطالبہ ان کے ماننے والے دونوں گروہوں، لاہوریوں اور قادیانیوں سے یہی ہے کہ وہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مرتد مان کر ان کے دعوائے نبوت کی تکذیب کریں اور حضرت رسالت مآب ﷺ کو خاتم النبیین مانیں اور اس عقیدۂ ختم نبوت کی وجہ سے نزول مسیح علیہ السلام وغیرہ دیگر ضروریات عقائد دین واسلام کا اقرار کریں۔

قادیانی یا لاہوری حضرات کے مسلمان ہونے کے لئے مرزاغلام احمد قادیانی کی تکذیب کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ فقہاء کے نزدیک کسی بھی غیرمسلم کے مسلمان ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جس دین کو چھوڑ کر مسلمان ہورہا ہے اس دین سے بیزاری کا اظہار بھی کرے۔

چنانچہ حضرت امام ابویوسف ؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی غیرمسلم کیسے مسلمان ہو؟ تو انہوں نے فرمایا وہ پہلے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت رسالت مآب ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی میں آیا ہے اسے ماننے کا اقرار کرے اور جس دین کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہورہا ہے۔ اس دین سے بیزاری کا اظہار کرے۔’’فقال یقول اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ویقربما جاء من عند الله ویتبرأ من الذی انتحله کذافی البحر عن شرح الطحاوی وصرح فی العنایة بان التبری بعد الاتیان بالشهادتین (حاشیه درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج۱ ص۳۰۱)‘‘

اس سلسلے میں علامہ شامی قدس اللہ سرہ السامی نے جو بحث کی ہے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمانا چاہئے۔

(حاشیة ابن عابدین، کتاب الجهاد، باب المرتد ج۱۳ ص۱۹، المقوله ۲۰۲۹۵)

مولانا وحیدالدین خان کا یہ فرمانا...... مرزاغلام احمد قادیانی نے کبھی بھی اپنی زبان سے نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں...... سے ان کی مراد کیا ہے؟ اگر وہ اپنے جملے کو لغت کے اعتبار سے فرماتے ہیں تو یہ بالکل درست ہے۔ دنیا میں شاید اس وقت کوئی ایک بھی ذی روح نہ ہو۔ جس کے سامنے مرزاغلام احمد قادیانی نے یہ بات کہی ہو اور نہ ہی اس وقت ٹیپ ریکارڈر ہوا کرتے تھے کہ کوئی ان کی آواز کو منضبط کر لیتا اور آج لوگوں کو سناتا۔ آج کے کسی مسلمان نے براہ راست ان سے یہ دعویٰ نہیں سنا۔ کیونکہ وہ ۱۹۰۸ء میں دنیا چھوڑ گئے اور اب کوئی شخص مرد وعورت ایسا نہیں جس کی عمر کم سے کم ایک سو بیس برس ہو اور پھر وہ مرزاقادیانی سے ملا بھی ہو اور اس نے یہ دعویٰ سنا بھی ہو اور اگر اس جملے سے وحیدالدین خان کی مراد یہ ہے (اور یہی بات ایک عام قاری کو سمجھ میں آتی ہے) کہ مرزاغلام احمد

قادیانی نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، تو معروضہ یہ ہے کہ ان کی اپنی ہی تحریر شدہ کتابیں اس دعوے سے اٹی پڑی ہیں۔ آپ آج سوا سو سال کے بعد کیسے ان سے اس دعوے کی نفی کر سکتے ہیں؟ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہر انسان کی زبان سے زیادہ اس کی تحریر قابل اطمینان ہوتی ہے۔ معصومین ومحفوظین کی بات تو الگ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔ وگرنہ تو ہر آدمی کی تحریر اس کی زبان سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ سو بالفرض اگر مرزا قادیانی کی زبان سے کسی شخص کے کانوں نے یہ دعویٰ نہ بھی سنا ہو تو کیا ان کی کتابیں اس بلند بانگ دعوے اور اثبات مدعا کے لئے کافی نہیں ہیں؟ مرزا قادیانی ایک عام مسلمان اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے کیسے مشہور ہوئے اور پھر انہوں نے کیسے دعویٰ تجدید، مہدی مسیح موعود اور بالآخر نبی ورسول ہونے کا اظہار کیا۔ حسب وعدہ، یہ کتھا اور قصہ یوں ہے۔

مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

اور تعلیم سے فارغ ہو کر اسلام کے دفاع میں عیسائیوں اور ہندو آریوں سے مناظرے شروع کئے۔ یہ وہ دور تھا جب پورا ہندوستان عیسائی مشنریوں، آریہ سماج اور برہما سماج کی زد میں تھا۔ عیسائی پادری حضرت رسالت مآب ﷺ کی سیرت طیبہ پر کھلے بندوں اعتراض کرتے تھے۔ آریہ نے ہر جگہ قرآن کریم کو مشکوک کتاب باور کرانے کے لئے اپنی تحریک کے مراکز قائم کر رکھے تھے اور برہمو سماج والے تو سرے سے وحی الٰہی کے منکر اور محض اپنی عقل کو رہنما مان کر، زندگی گذارنے پر زور دے رہے تھے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ کا پہلا اور دوسرا حصہ شائع کروایا اور اس میں ان گمراہ فرقوں کی تردید کی۔ مسلمانوں نے ان حالات میں جب اس کتاب کو پڑھا تو مرزا قادیانی کی تعریف کی۔ وہ مبلغ اسلام کی حیثیت سے ابھرے اور لوگوں نے انہیں اچھا جانا۔ یہاں تک کہ اہل حدیث حضرات کے رہنما جناب مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ علماء کرام نے بھی انہیں مبلغ اسلام کے طور پر قابل ستائش جانا اور ان کی کتاب اور شخصیت کو بہت پذیرائی ملی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اب آہستہ آہستہ ابھرنا شروع کیا اور مبلغ اسلام کے لقب اور شہرت سے فائدہ اٹھا کر یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں ایڈیٹر رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' کے متعلق وہ بتاتے ہیں کہ یہ ایڈیٹر شیخ محمد حسین بٹالوی اور وہ بچپن میں دونوں ایک ہی جماعت میں پڑھتے رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی ابتدائی عمر میں کس طرح کے آدمی تھے۔ پھر جب ان کی عمر ۴۰ برس ہوئی تو: ''خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳)

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ کہ انہیں اللہ تعالیٰ الہام کرتا ہے۔ یعنی وہ ملہم من اللہ ہیں۔ سیدھے سادھے اور بھولے بھالے مسلمانوں نے ان کے اس دعوے کو قبول کر لیا اور وحید الدین خان ملاحظہ فرمالیں کہ پھر وہ مختلف اوقات میں کیسے کیسے دعاوی کرتے رہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنے دور اور اس صدی کے مجدد ہیں۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو: ’’آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علماء کو جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خداتعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہورہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔ یعنی علوم لدنیہ وآیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا ہے۔ جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۴، خزائن ج۳ ص۱۷۸،۱۷۹)

انہوں نے نبوت کے اجزاء کرتے ہوئے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ کے جو خاص بندے، اولیاء کرام ہوتے ہیں ان پر بھی وحی آیا کرتی ہے اور اس وحی کی وجہ سے جو ولی اللہ نبوت کا کوئی حصہ پالیتا ہے وہ محدث کہلاتا ہے اور اس طرح سے کوئی بھی محدث نبی ہوتا ہے اور ہر نبی محدث ہوتا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کی طرف سے بار بار ایسی وحی ان پر آتی ہے اور وہ محدث ہیں اور پھر یہ معنی کرکے وہ نبی بھی ہیں۔’’فاعلم ارشدك الله تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی …… الخ، والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علیٰ قلوب قوم موجع‘‘ (توضیح المرام، مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

امت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ قرن اوّل سے اب تک یہی چلا آرہا ہے کہ قیامت کے قریبی زمانہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اس امت میں تشریف لائیں گے اور پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ورود مسعود ہوگا۔ جو اپنے دور میں زندہ آسمانوں کی طرف اٹھالئے گئے تھے۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان ایک علیحدہ شخصیت ہیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام ایک الگ ہستی ہیں جن کے آنے کی پیشین گوئی اور وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ مسیح موعود بھی کہے جاتے ہیں۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے یہ تو دعویٰ کر ہی دیا تھا کہ ان پر کثرت سے وحی آتی ہے اور وہ محدث نبی ہیں۔ مرزاقادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کا تو طبعی طور پر انتقال ہو چکا ہے اور جیسے ان سے پہلے رسولوں کو، جو کہ ان کے بھائی تھے، وفات دی گئی تھی۔ بالکل ایسے ہی حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو بھی وفات دی جاچکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت اور خوشخبری دی ہے کہ لوگ جس عیسیٰ کا انتظار کررہے ہیں وہ تمہی تو ہو اور لوگ جس مبارک ہستی حضرت مہدی کا انتظار کررہے ہیں وہ مہدی بھی تم ہی تو ہو۔’’وبشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هو انت نفعل مانشاء فلاتکونن من الممترین‘‘ (اتمام الحجہ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵)

یوں مرزاقادیانی نے مہدی اور مسیح دونوں کو ایک ہی شخص قرار دے کر اپنے آپ کو ان مناصب رفیعہ پر بھی فائز کردیا۔ انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ جیسے حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی زندگی بہت زاہدانہ اور عاجزانہ تھی اور وہ دنیا سے لاتعلق رہا کرتے تھے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کی زندگی بھی ویسی ہی درویشانہ صفت ہے۔ اس لئے وہ زندہ سلامت حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک مثال اور انہی کی ایک تشبیہ ہیں اور اپنے اس دعوے میں انہوں نے اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار دیا۔ چنانچہ لکھا:

علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

’’اے برادران دین وعلمائے شرع متین۔ آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہوکر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بصریح درج کردیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہورہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہی رسالوں میں کرچکا ہوں۔ میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشدّ مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہوچکی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۰،۱۹۱، خزائن ج۳ص۱۹۲)

انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ برکتیں دینے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالنے کا وعدہ کیا ہے اور پھر اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے:

’’جعلناك المسیح ابن مریم ‘‘ہم نے تمہیں مسیح بن مریم بنادیا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۳۴، خزائن ج۳ص۴۴۲)

عربی زبان میں برز کا لفظ، ظہور اور کسی چیز یا کام یا صلاحیت کے ظاہر ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن، زمین کا کیا حال ہوگا؟ اس سلسلے میں فرمایا ہے:’’وتری الارض بارزة (الکھف:۴۷) ‘‘اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ کھلی پڑی ہے۔

یعنی تاحد نظر کوئی نشیب وفراز نہیں ہوگا اور زمین بالکل صاف، ظاہر میں نظر آرہی ہوگی۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا بہت عقلمند اور نہایت پاکیزہ کردار کی صحابیہ تھیں۔ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے وہ ایسے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ جیسے کہ مدینہ منورہ میں جوان لڑکیاں پردہ کیا کرتی تھیں۔ وہ مردوں میں بیٹھ کر ان سے باتیں بھی کرلیتی تھیں۔ اس لئے ان کی روایت کردہ احادیث میں ان کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں:’’انها كانت امراة برزة ‘‘وہ ایسی خاتون تھیں جو پردے میں نہ ہونے کی وجہ سے بہت نمایاں رہتی تھیں۔‘‘ قوله عزوجل "برزوا" ای: ظهروا وهذه المادة (برز) تدل علی اصل واحد هو الظهور سواء كان حسيا ام معنويا فيقال برزالشئ ای: ظهر، فهو بارز...... الخ! وقال عزمن قائل: "ويوم نسير الجبال وتری الارض بارزة وحشرنهم فلم نغادر منهم احدا (الکھف:۴۷)" بارزة ای:

ظاهرة بادية، ليس فيها مستظل ولا متفيا، وليس فيها بناء ولا معلم ولا مكان يوارى احداً بل الخلق كلهم ظاهرون بادون لربهم لا تخفیٰ عليه منهم خافية وذلك يوم القيامة، جعلنا الله فيه من الناجين ...... الخ، وفى حديث ام معبد ﷺ: انها كانت امراة برزة، يقال: امراة برزة اى: كهلة لا تحتجب احتجاب الشواب، وهى مع ذلك عفيفة عاقلة، تجلس للناس وتحدثهم (من اسرار اللغة العربية فى الكتاب والسنة، ب ر ز ج ١ ص ١٣٧، ١٣٨)‘‘

اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے امرأۃ برزۃ (وہ عورت جو نمایاں ہو) اور عام لوگوں کے ساتھ رہتی اور دنیوی معاملات میں حصہ لیتی ہو۔ گواہیوں کے معاملے میں اس کی شہادت کو قبول کیا ہے۔’’ ويقبل تعديل المراة لزوجها وغيرها اذا كانت امراة برزة تخالط الناس وتعاملهم كذافى محيط السرخسى (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الشهادات، الباب الثانى عشر فى الجرح والتعديل ج ٣ ص ٥٢٨)‘‘

یہ لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

از غایت ظہور نہاں ہے نہ آشکار
وز شدت بروز خفی ہے نہ آشکار

ہندوؤں کے عقیدے میں بھی یہ ’’بروز‘‘ شامل ہے۔ ان کے مذہب میں یہ بات ہے کہ ان کے دیوتا آسمان سے اترے اور مختلف انسانوں کے روپ دھار کر انہوں نے بروز کیا۔ یعنی ظہور یا ظاہر ہوئے۔ وہ ظاہر میں انسان لیکن درحقیقت خدا تھے۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے بھی ہندوؤں کے اس نظریے کو ایک اور رنگ میں پیش کیا اور وہ یہ کہ ہندو تو خداؤں کے بروز کے قائل تھے۔ انہوں نے نبوت کو بروزی بنادیا کہ ان کے اندر تو حضرت رسالت مآب ﷺ سمائے ہوئے تھے اور ظاہر میں جسم ان کا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی ایک کتاب ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ میں واضح طور پر تحریر کرتے ہیں۔ ’’بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘

یعنی آقائے نامدار حضرت رسالت مآب ﷺ میرے اندر سماگئے ہیں۔ میں ظاہر میں تو مرزاغلام احمد قادیانی ہوں۔ لیکن اندر سے ’’محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔‘‘ اعاذنا اللہ!

پھر اپنی اسی کتاب میں چند سطروں کے بعد مزید تحریر کرتے ہیں۔ ’’میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

وحید الدین خان اور ان کی تحریرات سے متاثر ہونے والے حضرات وخواتین کو اس نقطے اور عبارات پر غور فرمانا چاہئے کہ مرزا قادیانی کہہ کیا رہا ہے، وہ تو یہ بتارہا ہے کہ میں اندر سے تو حضرت خاتم الانبیاء ہوں اور ظاہر میں مرزاغلام احمد ہوں۔

ایسے عقائد تو ان قوموں کے ہوا کرتے تھے جو اپنے دیوتاؤں کو خدا مانتے تھے اور ہیں۔ اسلام نے بھی کبھی کوئی ایسی تعلیم دی ہے؟

کل کو یا زمانۂ ماضی میں اگر کوئی جاہل اور گمراہ صوفی یہ دعویٰ کرے کہ وہ بروزی طور پر خدا ہے تو کیا وہ مسلمان رہ جائے گا؟ وہ دنیا کو اس عقیدے کی دعوت دے کہ میں بروزی اللہ ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ میرے اندر سما گیا ہے اور میں فقط ظاہر میں انسان ہوں۔ حقیقت میں تمہارا پروردگار ہوں۔ کیا یہ دعویٰ مسموع ہوگا؟

اس لئے وحیدالدین خان کن کا دفاع فرمارہے ہیں۔ چاہئے کہ غور فرمالیں اور جو لوگ دین میں ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ کہیں ان کی راہ کھوٹی نہ ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ ظلی نبی ہیں۔ وحیدالدین خان تحریر کر رہے ہیں کہ:

''انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظل نبی ہوں۔ یعنی میں نبی کا سایہ ہوں۔''

(الرسالہ، بابت ماہ اکتوبر ۲۰۱۱ء، خصوصی نمبر ختم نبوت ص ۱۳)

بات یوں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سایہ (ظل) ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو یہ دعویٰ فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میری نبوت کو حضرت صاحب الرسالۃ محمد رسول اللہ ﷺ سے وہی نسبت ہے جو کہ سایے کو اصل سے ہوتی ہے۔ انہوں نے تو صاف صاف یہ دعویٰ کیا کہ ان کی نبوت، نبوت محمدی سے سایے اور اصل کی نسبت رکھتی ہے۔

وحیدالدین خان کی تحریر کے مطابق تو انکا اصل دعویٰ محض اصل اور سایے (ظل) کے زمرے میں آتا ہے۔ لیکن درحقیقت ان کا دعویٰ اپنی چھوٹی نبوت اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی بڑی نبوت کا ہے کہ میں جو کم درجے کی چھوٹی نبوت رکھتا ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایک بڑی نبوت بھی ہے۔ وہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی ہے۔ وہ تو بہت صاف، واضح اور بغیر کسی جھجک کے یہ دعویٰ فرماتے ہیں:

''میں ظلی طور پر محمد ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

اور پھر انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا دعویٰ کر دیا۔ ایسا دعویٰ کہ جو ان کے اس دعوے کو نہیں مانتے اور اس کی تکذیب کرتے ہیں اور وہ افراد جو مرزا قادیانی کو ان کے دعوے میں سچا مانتے ہیں۔ دونوں کے درمیان مسلم اور غیر مسلم کی لکیر کھچ گئی۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

پھر اس سیدھے سادے نثری دعوے کے بعد اپنی شاعری کے ذریعے بھی انہوں نے پوری دنیا کو اس دعوے کا پیغام دیا۔

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں اس دور میں مسیح ہوں اور میں ہی وہ موسیٰ ہوں جس سے خدا نے کلام کیا تھا اور میں ہی وہ محمد ہوں جسے خدا نے چنا۔ (تریاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

وحیدالدین خان کی خدمت میں گذارش ہے کہ انہوں نے اپنے پرچے ’’الرسالہ‘‘ میں مرزاغلام احمد قادیانی کی وکالت، اور ان کے جرم کو جو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو کیا یہ دعاوی اور عبارات ان کی نظر سے نہیں گزریں؟ اگر نہیں تو یہ تو بہت ہی نامناسب بات ہے کہ وہ جس کی وکالت فرماتے ہیں۔ وہی ان کے دعوے کی تردید کرتا چلا جاتا ہے۔ ان کی عبارتیں ایک سے ایک بڑھ کر دعوائے نبوت و رسالت کی ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہی نہیں۔ بغیر مطالعے کئے عقیدۂ ختم نبوت جیسے حساس اور بنیادی عقیدے پر اس طرح کا تبصرہ کیسے مناسب ہے؟ اور اگر ان کی نظر سے یہ تمام کتابیں اور مرزاقادیانی کے دعوے گزر چکے ہیں تو پھر کیا اسے تجاہل عارفانہ سمجھا جائے؟

بے خبری یا تجاہل عارفانہ

آخر پر گذارش یہ ہے کہ مولانا وحیدالدین خان اور اگر کوئی ان کی اس تحریر سے متاثر ہوگیا ہے تو وہ ان سب کو چاہئے کہ اپنے الفاظ، تحریر اور عقیدے سے رجوع فرمائیں۔ اس مسئلے کی سنگینی کا احساس کرنا چاہئے اور اس نزاکت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ان کی اس تحریر کی بنیاد پر کوئی نیا فرقہ نہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ امت کی حفاظت فرمائے۔ پہلے ہی بہت ٹکڑے اور فرقے بن چکے ہیں۔ اب کہیں کوئی نیا فرقہ یا فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔

حضرت رسالت مآب ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول تھے۔ ’’صلوات اللہ علیہ وسلامہ‘‘ ان کے بعد جس کسی نے بھی، کسی زمانے میں بھی دعوائے نبوت کیا۔ وہ اپنے دعوے میں سچا نہ تھا۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے بار بار نبوت کا دعویٰ کیا اور پوری امت مسلمہ نے ان کے دعوے کی تکذیب کی۔

عقیدۂ ختم نبوت جیسے کہ کتاب وسنت اور پھر علماء ومجتہدین امت نے وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ وہی عقیدہ آخرت میں نجات کی ضمانت ہے۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ اسی عقیدۂ ختم نبوت پر قائم، اس کے محافظ اور پرچارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی صحیح عقیدے پر خاتمہ فرمائے اور اسی عقیدے کے ساتھ قیامت میں اپنے صالح بندوں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین!

مورخہ ۲۹؍اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

بمطابق یکم؍ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو!

قسط نمبر:① مولانا غلام رسول دین پوری!

تمہید

تحصیل تونسہ شریف کی قوم قیصرانی سے تعلق رکھنے والے ایک سردار صاحب جو اپنے علاقہ کے تمن دار اور رئیس ہیں۔ وہ قادیانی ہیں۔ ان سے مختلف علماء کرام کی گفتگوئیں بھی ہوئیں۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری اور مولانا امان اللہ (ساکن کوٹ قیصرانی، تونسہ شریف) نے ردقادیانیت پر مشتمل کتب بھی انہیں مطالعہ کے لئے ارسال کیں۔ مولانا امان اللہ وغیرہم نے ان سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس مسلسل ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ موصوف ۱۲ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۱ء بوقت اڑھائی بجے دن، دو ساتھیوں کی معیت میں ''دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان'' تشریف لائے۔ مرکزی دفتر کی لائبریری میں مجلس منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں حضرت مولانا اللہ وسایا کے ساتھ مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال (مبلغ ڈیرہ غازیخان)، مولانا عبدالخالق (مبلغ مظفرگڑھ) بھی شریک محفل ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا نے وضو فرمایا۔ اس دوران وہاں موجود حضرات نے سردار صاحب موصوف کو دفتر مرکزیہ کا بایں صورت تعارف کرایا کہ یہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ کی قائم کردہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تین منزلہ عمارت ہے۔ سردار صاحب پہلے سرنگوں بیٹھے تھے۔ ایک دم سے سر اٹھایا؟ اور تعجب سے دیکھا اور کہا۔ اچھا یہ عمارت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ کی جماعت کی ہے؟۔ رفقاء نے جی ہاں سے جواب دیا۔ اتنے میں حضرت وضو فرما کر تشریف لائے اور استفسار احوال ہوا۔

آغاز گفتگو

مولانا اللہ وسایا...... سردار صاحب! بڑی کرم نوازی اور ذرہ نوازی فرمائی۔ اللہ آپ کو عزت دے کہ آج آپ یہاں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تشریف لے آنا اور آج کا سفر اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

سردار صاحب نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے اپنا قلبی حال تفصیل سے سنایا (جو سب کا سب تو یہاں قلمبند نہیں کیا جاسکتا) البتہ چیدہ چیدہ باتیں اور جستہ جستہ حال معرض تحریر میں لایا جاتا ہے۔

سردار صاحب...... میں خاندانی طور پر قادیانی تھا۔ بچپن میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو میرے دل میں ایک خواہش تھی کہ جب میں چالیس برس کا ہوں گا تو قادیانیت کا تفصیلی مطالعہ کروں گا اور میرے ایک کالج کے دوست بھی تھے جو مجھے قادیانیت سے نفرت دلاتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل مولانا امان اللہ صاحب سے بھی ملاقات کرتا رہا۔ وہ بھی مجھے سمجھاتے رہے۔ آپ حضرات نے جو کتابیں بھجوائی تھیں پہلے والی تو نہ مل سکیں۔ اب والی مل گئیں

تھیں۔ الحمدللہ! میں نے ان کا بار بار مطالعہ کیا۔ بار بار مطالعہ کرنے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضورﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آخری نبی ہیں۔ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ سمجھتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو کم از کم نبی نہیں سمجھنا چاہئے۔ حضرت صاحب! یوں تو میرے پاس بکثرت علماء کرام اور دوسرے لوگ آتے رہے اور اب بھی آتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کے مقاصد جدا جدا نظر آتے تھے۔ کوئی دنیاوی غرض سے آتا۔ کوئی سیاسی نقطۂ نظر لے کر آتا۔ غرضیکہ سیاسی وسماجی، دکھ سکھ ہر لحاظ سے ان کی گفتگو میرے ساتھ بہت ہوتی رہی۔ لیکن دل کو تسلی سچی بات ہے نہیں ہوئی۔ انہوں نے مجھے کوئی میسج نہیں دیا۔ کوئی پیغام نہیں دیا۔ یہ ہے اصل مجلس جو آج اس جگہ پر آپ کے ساتھ ہو رہی ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ مجھے یہاں سے جو کچھ ملے گا صحیح ملے گا۔ اس لئے کہ یہاں میری اور آپ کی صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ملاقات ہو رہی ہے۔ بس آپ مجھے تسلی کرادیں۔

مولانا اللہ وسایا...... بہت اچھا سردار صاحب! اللہ آپ کو خوش رکھیں اور اللہ آپ کو عزتوں سے نوازے۔ آپ نے تو میرے لئے بہت آسانی کردی اور اکثر مسئلہ ہی حل کردیا۔ اگر آپ حضورﷺ کی ختم نبوت کے قائل ہیں۔ آپﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت میں جھوٹا سمجھتے ہیں تو میرا اور آپ کا نزاع اور جھگڑا ہی ختم۔ کیونکہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبوت آنحضرتﷺ پر ختم ہوگئی۔ آگے حضورﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری نہیں۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اسے جھوٹا، کذاب ودجال کہا جائے گا۔ اگر نبوت ختم تو جاری کیسے؟ اگر نبوت جاری ہے تو ختم نبوت کا کیا معنی؟ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ یہی نزاع اور جھگڑا ہے کہ ہم کہتے ہیں۔ نبوت آنحضرتﷺ کی ذات اقدس پر ختم ہے اور قادیانی کہتے ہیں، نہیں۔ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر نبوت مرزا قادیانی پر ختم ہے تو آیت: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘ اور دیگر ان آیات واحادیث کا کیا بنے گا؟ جن میں حضورﷺ کی ختم نبوت کو بصراحت بیان کیا گیا ہے؟۔

تاہم یہ بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے کہ نبوت کو ختم بھی مانا جائے اور جاری بھی۔ یہی دھوکہ مرزا قادیانی نے دیا اس کی کتابوں میں بیسیوں جگہ ایسی عبارات موجود ہیں۔ کسی جگہ ختم نبوت کا اقرار ہے تو دوسری جگہ نبوت کا اجراء۔ مثلاً یہ دیکھیں! مرزا قادیانی اپنی کتاب (مجموعہ اشتہارات! یہ چناب نگر (ربوہ) کی چھپی ہوئی ۴۴۸ صفحات پر مشتمل کتاب ہے) اس میں لکھتا ہے:

’’میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں، جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰﷺ پر ختم ہوگئی۔ ’’آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت ...... میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں۔ جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا

ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰،۲۳۱)

یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ:

۱...... محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

۲...... یہ بھی لکھا کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں کہ جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری جگہ اپنی کتاب (ملفوظات! یہ بھی ربوہ کی چھپی ہوئی ۴۵۹ صفحات پر مشتمل کتاب ہے) میں لکھتا ہے:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷)

اس پہلی کتاب (مجموعہ اشتہارات جس کا حوالہ میں نے آپ کو ابھی پڑھ کر سنایا) میں لکھا کہ:

''آپ ﷺ کے بعد جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔''

اور اس کتاب (ملفوظات) میں لکھا کہ:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

اور اسی کتاب (ملفوظات) میں آگے لکھتا ہے:

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔'' (ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷،۱۲۸)

پھر اسی کتاب کے ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

''دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔''

(ملفوظات ج۱۰ص۲۲۸)

اب یہ کتاب (ملفوظات) بھی مرزا قادیانی کی اور پہلی کتاب (مجموعہ اشتہارات) بھی مرزا قادیانی کی، پہلی کتاب میں نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے اور اس دوسری کتاب میں ایک جگہ کہا: ''ہم نبی اور رسول ہیں۔'' اور دوسری جگہ کہا: ''جس مذہب میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔'' اور تیسری جگہ کہا: ''خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔''

خان صاحب! کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے جو نبوت کے نام پر مرزا قادیانی نے دیا ہے اور یہی دھوکہ آج مرزائی دے رہے ہیں۔ آدمی تھوڑا سا خالی الذہن ہو کر سوچے تو بہت جلد بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔

آ گے مولانا اللہ وسایا صاحب نے سردار صاحب موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
مولانا اللہ وسایا...... خان صاحب! میں یہ کام جو کر رہا ہوں کسی لالچ اور دنیوی نفع کے لئے نہیں کر رہا۔ کیا مطلب؟۔ اگر بالفرض تم مسلمان ہو جاؤ تو اس میں میری کوئی مالی منفعت نہیں اور نہ ہی میری معاش اس سے وابستہ ہے اور اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو اس سے میرا مالی نقصان نہیں ہوگا۔ میں یہ کام صرف اور صرف حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے کر رہا ہوں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں اپنی تمام تر گفتگو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ دھوکہ نہیں دوں گا۔ اگر جھوٹ بولوں گا تو اپنی قبر کالی کروں گا۔ پھر تو میں نے کوئی چیز نہ کمائی۔ خیر! میں آپ کو سمجھا رہا تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کیسے دھوکہ دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں نبوت ختم ہے اور کبھی کہتے ہیں نبوت جاری ہے۔ کبھی مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں اور کبھی جھوٹے مدعی نبوت کے نہ ماننے والے کو کافر۔

لیجئے! ایک اور حوالہ بھی دیکھئے۔ یہ دیکھیں! کتاب مجموعہ اشتہارات بھی مرزا قادیانی کی ہے۔ یہ ۶۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا ایک خط ہے اور یہ خط اس کی زندگی کا آخری خط ہے۔ جو ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو ''اخبار عام'' میں چھپا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۹۷)

دیکھیں! اس عبارت میں مرزا قادیانی کا دجل کتنا آشکارا ہو رہا ہے۔ اس طرح کہ بیک وقت ایک ہی عبارت میں کئی متضاد باتیں کہہ دی ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف کو بھی تسلیم کر رہا ہے اور نبی بھی بن رہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ یعنی منسوخ اور ختم نہیں ہوتا۔

خان صاحب! یہ مرزا قادیانی کا آخری خط ہے جو اس نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں لکھا۔ جس میں اس نے قرآن پاک کو ماننے کے ساتھ ساتھ دعویٰ نبوت کا بھی کیا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ جس کے بعد اور کوئی کتاب نہیں۔ حضور ﷺ کو آخری نبی اور قرآن پاک کو آخری کتاب ماننے کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا یہ سراسر کفر، دجل، دھوکہ اور فریب نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ یہ آپ سوچیں۔

آ گے چلیں! یہ بھی مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ جس کا نام حقیقت الوحی ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر۲۲ میں ہے اور ۷۳۹ صفحات کی کتاب ہے۔ اس میں لکھتا ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ اس کثیر نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

اور چند سطر آ گے لکھتا ہے:

''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

خان صاحب! غور فرمائیں۔ حقیقت الوحی کی پہلی عبارت میں مرزا قادیانی کہہ رہا ہے کہ چودہ سو سال میں حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں بنا۔ صرف میں ہی اکیلا نبی بنا اور دوسری عبارت بھی بتلا رہی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے وحی کا دعویٰ کر کے اپنی نبوت کو ثابت کیا ہے۔

حاصل ان عبارتوں اور قادیانیوں و مرزائیوں کی ان تمام تر باتوں کا یہ ہوا کہ نبوت حضور ﷺ پر ختم نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی پر ختم ہے۔ جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ سلسلۂ نبوت حضور اقدس ﷺ پر ختم ہے اور مرزا قادیانی بوجہ جھوٹے دعویٰ نبوت کے کذاب و دجال ہے۔ معلوم ہوا ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف اختتام نبوت اور اجراء نبوت پر نہیں۔ بلکہ فقط ختم نبوت پر ہے۔ اس طرح کہ ہمارے نزدیک حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی آخری نبی ہے اور مرزا قادیانی کے بعد مرزائی آ گے نبوت جاری نہیں مانتے بلکہ خلافت مانتے ہیں۔

خان صاحب! اتنی طویل گفتگو آپ کی تشفی اور تسلی کے لئے کر رہا ہوں۔ لیجئے! اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ یہ مرزا قادیانی کی ایک اور کتاب ہے جس کا نام ہے کشتی نوح۔ اس کا دوسرا نام دعوت الایمان اور تیسرا نام تقویۃ الایمان ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر۱۹ میں ہے۔ اس جلد کے کل صفحات ۴۸۰ ہیں۔ یہ دیکھو کشتی نوح کا ص ۵۶ اور ص ۶۳ ہے۔ اس میں لکھتا ہے:

''میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

اس میں بھی مرزا قادیانی نے صراحتہً یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ ایک ایک جملہ ببانگ دہل یہ کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔

یہ دیکھیں! مرزا قادیانی کی اور کتاب ہے جس کا نام دافع البلاء ہے۔ یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۸ میں ہے۔ اس جلد کے کل صفحات ۶۲۰ ہیں۔ دافع البلاء کا ص ۱۱ بھی ہے اور ص ۱۵ بھی۔ اس میں لکھا ہے:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

خان صاحب! میں کلمۂ طیبہ ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ‘‘ (ﷺ) پڑھ کر کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت کہ ’’خدا نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ میں بالکل اسی طرح رسالت کا دعویٰ کیا ہے جس طرح کہ رحمت دوعالم ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے لئے رسالت کا دعویٰ کیا۔ نیز یہ دیکھیں اور عبارت ہے:

’’خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

کیا اب بھی کوئی شک ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کیا؟ یہ دیکھیں خان صاحب! یہ ایک اور کتاب ہے جس کا نام ’’تذکرہ‘‘ ہے۔ یہ آٹھ سو اٹھارہ (۸۱۸) صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے الہامات، کشوف، اس کی وحی اور رؤیا کو تاریخ وائز درج اور جمع کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ یہ ایک دلچسپ موضوع ہے اور عجیب وغریب بحث ہے۔ اب وقت نہیں۔ بہرحال ملاحظہ فرمائیں۔ ایک جگہ پر لکھا ہے:

’’کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان ‘‘ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو۔ لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔‘‘ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۷۵،۷۶)

خان صاحب! ہم قادیانیوں کے سامنے قرآن مجید اور یہ کتاب (تذکرہ) رکھ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں دکھاؤ؟ کہاں اور کس جگہ پر ’’قادیان‘‘ کا لفظ لکھا ہوا ہے؟ تو قادیانی کہتے ہیں۔ یہ تو ایک کشف تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے بندو! نبی کا تو خواب بھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ وحی الٰہی ہوتا ہے۔ یہ تو ایک کشف تھا اور کشف خواب سے درجہ اور مرتبہ میں کہیں اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس پر میں آپ کو قرآن پاک سے مثال دے کر سمجھاتا ہوں کہ نبی کا خواب کیسے وحی الٰہی ہوتا ہے:

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا مبارک خواب بیان فرمایا۔ ’’انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ ‘‘ (میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ پھر دیکھ تو تیرا کیا خیال ہے؟) تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تو محض ایک خواب ہے۔ چھوڑو! بلکہ قرآن نے بتایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے

یوں عرض کیا:’’یٰآبت افعل ماتؤمر ‘‘(اے میرے ابا جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کرگزریں)‘‘

(سورۃ الصافات:پ۲۳،آیت۱۰۲)

دیکھئے! یہ ایک نبی کا خواب ہے جو قرآن پاک میں موجود ہے۔ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں۔اگر کشف مرزا قادیانی کا ہے اور سچا ہے تو قرآن پاک میں’’قادیان‘‘ کا لفظ دکھاؤ؟ اگر قرآن پاک میں’’قادیان‘‘ کا لفظ نہیں تو پھر کشف جھوٹا ہے۔

خیر! آگے چلتے ہیں۔یہ دیکھیں! مرزا قادیانی کی ایک اور کتاب ہے جس کا نام’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ ہے اور یہ’’روحانی خزائن‘‘ کی جلد نمبر۱۸ میں ہے۔یہ رسالہ مرزا قادیانی نے اس وقت لکھا تھا۔جس وقت مرزا قادیانی کے ایک مرید سے کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے جس شخص سے بیعت کر رکھی ہے۔وہ تو نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے؟ تو اس مرید نے اس آدمی کے اعتراض کا جواب محض انکار کے ساتھ دیا۔مرزا قادیانی کو جب پتہ چلا تو اس کے جواب میں یہ کتابچہ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کے نام سے لکھا۔ملاحظہ ہو۔رسالہ کے شروع میں ص۲ پر لکھا:

’’چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور’’براہین احمدیہ‘‘ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲،خزائن ج۱۸ص۲۰۶)

اسی رسالہ میں آگے لکھا:

’’ایک یہ وحی اللہ ہے:’’ھوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ‘‘اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔‘‘ (حوالہ بالا)

مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہم اور قادیانیوں کی جسارتیں!

مولانا عزیز الرحمان ثانی!

مناقب شیر خدا سیدنا علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مؤمن کو بغض نہ ہوگا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اس نے دراصل مجھے گالیاں دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

مناقب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض (غضب ناک) کیا، اس نے مجھے ناراض (غضب ناک) کیا اور جس نے اس کو ناخوش کیا۔ اس نے مجھ کو ناخوش کیا اور جس نے اس کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی۔ (بخاری و مسلم)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کی رات میں ایک مقدس فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو اس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا اور حق تعالیٰ سے اجازت لے کر اس مقصد سے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اور بشارت سنائے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔ (رواہ الترمذی)

وفات مبارک سے چند روز پہلے حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا۔ اے فاطمہؓ تمہارے لئے بہت خوشی کا مقام ہے کہ تجھے جنتی عورتوں کی سردار بنایا جائے گا۔ (حاصل حدیث رواہ البخاری و مسلم)

مناقب سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ (حضرت) حسن نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے نصف اعلیٰ میں سر تا بہ سینہ تک بہت مشابہ تھے اور (حضرت) حسین سینہ کے بعد سے قدم مبارک تک نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ کی گود میں حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) تھے اور آپ یہ دعا فرما رہے تھے۔ ”اے اللہ میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ آپ بھی ان دونوں کو اپنا محبوب بنالیجئے اور ان لوگوں سے بھی محبت فرمائیے جو ان سے سچی محبت کریں۔“

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے اس طرح تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے ایک کاندھے پر حسن (رضی اللہ عنہ) اور دوسرے پر حسین (رضی اللہ عنہ) تھے۔ آپ ﷺ غایت شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے اور کبھی دوسرے

کو۔اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم آپ کو تو ان دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرے گا اس سے درحقیقت مجھ سے محبت کی اور جو ان دونوں سے بغض رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ص۵۰۲)

حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے محبوب مجھ کو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) ہیں اور بارہا آپ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کرتے تھے۔''میرے پاس میرے دونوں بیٹوں حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلا دو تا کہ میں ان کو محبت سے اپنے سینے سے لگاؤں اور پیار کروں۔'' (رواہ الترمذی)

ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔اس شان سے کہ آپ ایک اونی منقش کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔اتنے میں حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے۔آپ ﷺ نے ان کو اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔آپ نے ان کو بھی اسی کمبل میں لیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' ﴿اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو! تم سے (معصیت ونافرمانی کی) گندگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً عقیدۃً وعملاً وخلقاً) بالکل پاک وصاف رکھے۔﴾

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مقام خم کے قریب جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے۔ کھڑے ہو کر عام مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا۔خطبہ میں حمد وثناء کے بعد مختلف نصیحتیں فرمائیں۔اس کے بعد ارشاد فرمایا:''اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔عنقریب زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا پیامی آئے گا اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہوں گا تو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا۔ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔جس میں ہدایت اور نور ہے۔تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور اس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کرو۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے مختلف طریقے پر کتاب اللہ کی حفاظت اور اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔تم خدا سے ڈرنا، میرے اہل بیت کے معاملے میں تم اللہ سے ڈرنا میرے اہل بیت کے معاملے میں۔'' (یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔رواہ مسلم)

اہل بیت رضی اللہ عنہم سے متعلق قادیانیوں کی غلیظ زبان

اہل بیت رضی اللہ عنہم کا نسب نہایت پاکیزہ وعالی ہے۔ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت اپنے لئے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے اہل بیت رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا۔لیکن اس

دنیا میں ایسے بدبختوں اور نامرادوں کی کمی نہیں جو ان کے خلاف اپنی گز گز بھر لمبی زبانیں کھولتے ہیں۔ ایسے ہی نامرادوں میں ایک آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا قادیانی نے سیدنا علی مرتضیٰ ؓ، سیدنا حسین ابن علی ؓ، اہل بیت ؓ کی شان میں گستاخیاں کیں اور اپنے آپ کو ان سب سے برتر اور افضل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مرزا قادیانی کی غلیظ زبان اور بدبختی کے چند نمونے پیش نظر ہیں۔

حضرت علی ؓ کے بارے میں مرزا قادیانی زبان دراز کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات ج۱ ص۴۰۰)

نواسہ رسول ﷺ اور شہید کربلا حضرت امام حسین ؓ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین ؓ) کا ڈھیر ہے۔'' (نقل کفر کفر نباشد! مرزا قادیانی پہ لعنت بے شمار)

(اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (۱۰۰) حسین ؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہ ؓ کی شرمناک توہین

جگر گوشہ رسول ﷺ، سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ذات پاک کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو بکواس کی ہے۔ ہمارا قلم اسے لکھنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ اگر کسی نے یہ بکواس دیکھنی ہو تو ملعون مرزا قادیانی کی کتاب کا حوالہ درج ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳ حاشیہ)

اپنے ایک شعر میں پنج تن پاک ؓ کی توہین کرتے ہوئے اپنی اولاد کو پنج تن کہتا ہے۔

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درثمین اردو ص۲۹)

مرزائیوں کے نزدیک اب مرزا قادیانی کی اتباع کئے بغیر سید بھی سید نہیں رہے گا

مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود لفظ ''سید'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''اب جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔'' (قول الحق ص۳۲، مندرجہ انوار العلوم ج۸ ص۸۰)

ہم شہادت حسین رضی اللہ عنہ کتنے جوش وخروش سے بیان کرتے ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ نے اپنے نانا جان ﷺ کے دین کے تحفظ کی خاطر، حق کی سربلندی کی خاطر میدان کربلا کو اپنے خاندان کے خون سے رنگین ہوتے دیکھا۔ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا۔ بالآخر اپنا سر بھی قلم کرا دیا۔ لیکن اپنے نانا جان ﷺ کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔ دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ ہم اسلام کے سپاہی ہیں۔ ہم اسلام کے کیسے سپاہی ہیں؟ اسلام پر تو قادیانی درندے حملہ آور ہیں اور ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔

حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں ایسی توہین کرنے والوں کے ساتھ ہماری دوستیاں یارانے کیا مطلب رکھتے ہیں؟ ان کے ساتھ اقتصادی ومعاشی ومعاشرتی اور سیاسی تعلقات استوار کر کے ہم کس طرح اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت اور وفاداری کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ اور اگر ہم ان تمام باتوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی اپنے تعلقات ان قادیانیوں سے رکھ رہے ہیں تو کیا ہم بے حس نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟ کیا سرکار دوعالم ﷺ کے احسانات کا بدلہ یہی ہے؟ کیا شہید کربلا کی غلامی کا حق یہی ہے؟ اے مسلمان تیری غیرت کہاں سوگئی؟۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مردان

سرپرست اعلیٰ: حضرت قاضی عمر خطاب صاحب...... امیر محترم: حضرت مولانا قاری اکرام الحق دامت برکاتہم...... نائب امیر محترم: حضرت مولانا محمد سجاد الحجاجی دامت برکاتہم...... ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ندیم احمد حقانی...... ناظم تبلیغ: حضرت مولانا قاری فضل علیم صاحب...... ناظم مالیات: حضرت مولانا محمد عرفان صدیقی...... ناظم نشرواشاعت: فقیر ضیاء الرحمن فاروقی۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات کی ترتیب

۴؍دسمبر: پہلا بیان صبح ۹ بجے دارالعلوم انوار القرآن والعلوم نشرک شہباز گڑھی مردان۔ دوسرا بیان صبح ساڑھے گیارہ بجے جامعہ رحمانیہ (مسجد فردوس خان) بازار خواجہ گنج مردان۔ تیسرا بیان بعد از نماز ظہر، باغ جامع مسجد بینک روڈ مردان۔ چوتھا بیان بعد نماز مغرب، جامع مسجد سیکٹر بی شیخ ملتون ٹاؤن مردان۔ پانچواں بیان بعد نماز عشاء مدرسہ تعلیم القرآن غلہ ڈھیر مردان۔

مرزا قادیانی کے دعوے اوران کی تردید!

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم!

’’الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ‘‘خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے نئے نبی کا نہ ہونا اسلام کے مسلمہ عقائد میں سے ہے۔ اس کے برخلاف ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک شخص نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ دعوائے نبوت کی مختصر تاریخ خود مرزا قادیانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

ولایت کا دعویٰ اور خدا کا کلام کرنا

’’اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کردیا ہے۔‘‘

(مواہب الرحمٰن ص۶۶، خزائن ج۱۹ص ۲۸۵)

مرزا قادیانی مہدی موعود ہے

’’رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے۔ مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی مہدی آسکتے ہیں۔‘‘

(مکالمہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷رفروری ۱۹۲۸ء، نمبر ۶۸ ج ۱۴)

خدا کا مرزا قادیانی کو اپنے کلام میں نبی ورسول کہنا

’’یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں...... مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔‘‘ (سراج منیر ص۲،۳، خزائن ج۱۲ص ۵)

محدث ہونے کا دعویٰ

’’میں نبی نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ کی طرف سے محدث (یعنی جس سے اللہ کلام کریں) اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳، خزائن ج۵ص ۳۸۳)

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

’’وہ (یعنی محدث) اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے

ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۶۹، خزائن ج۳ ص۴۰۷)

’’مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۱، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

’’میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۹۵، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

نبی ہونے کا دعویٰ

’’اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے...... مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

’’یہ دعا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم! پس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں۔ وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا کا مقابلہ کرو گے۔ بعد اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔‘‘ (مرزا قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ ص۲۲، خزائن ج۲۰ ص۲۲۷)

مرزا قادیانی کا شرعی اصطلاح کے مطابق نبی ہونے کا دعویٰ

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے اپنی کتاب (القول الفصل ص۳۳) پر لکھا: ’’میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔‘‘

اور مرزا محمود نے کتاب (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴) میں لکھا: ’’پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔‘‘

بروزی خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ

’’بروزی طور پر میں وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے (مرزا قادیانی کی ایک

کتاب) براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ (ﷺ) پس اسی طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

بروزی اور اصل میں کچھ فرق نہیں

"بروز کے معنی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔"

(تقریر سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۴، مورخہ ۲۶ رجنوری ۱۹۱۶ء)

"اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۵۸، نمبر ۳ ج ۱۴)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

(مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ رنومبر ۱۹۰۱ء، منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان ص ۱۷)

مرزا قادیانی اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان کچھ فرق نہ ہونے کا دعویٰ

"حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا من فرق بینی وبین المصطفیٰ ما عرفنی ومارانی یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۵۶ ص ۷، مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۱۵ء)

مرزا قادیانی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا

"جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں۔ ان کے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کے پاس نہ صرف ایک بار جبرائیل آیا۔ بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔" (رسالہ احمدی نمبر ۵ تا ۷، بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام ص ۳۰)

مرزا قادیانی پر کتاب الٰہی نازل ہونے کا دعویٰ اور تشریعی غیر تشریعی کا انوکھا فلسفہ

"اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ہے۔ ورنہ کوئی نبی

ہو ہی نہیں سکتا۔ جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم ﷺ تشریعی نبی ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) غیر شریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا۔''
(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۴ء، نمبر ۴ ص ۱۲)

قادیانی کے کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے

مرزا بشیر احمد نے کلمۃ الفصل میں لکھا: ''اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ جیسا کہ وہ (مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے۔ صار وجودی وجودہ (میرا وجود بعینہ اسی کا وجود ہوگیا)'' (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۵۸، نمبر ۴ ج ۱۴)

مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کی ختم نبوت کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے یہود کے مکر و فریب سے بچا کر آسمان پر زندہ اٹھا لیا تھا۔ ان کے بارے میں احادیث میں صراحت کے ساتھ آتا ہے کہ وہ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے اور آپ ﷺ کے امتی کے طور پر امت کی قیادت فرمائیں گے۔ مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو باتیں سامنے آئیں وہ یہ ہیں۔

۱...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ بھی اللہ کا نبی اور رسول ہے اور وہ حضرت محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا بروز اور پرتو ہے۔ لیکن اصل اور پرتو کے درمیان کچھ فرق نہیں ہے۔ وہ بھی حقیقت میں اصل ہی ہوتا ہے۔

۲...... حدیثوں میں حضرت مسیح (یعنی عیسیٰ) علیہ السلام کے بارے میں جو تصریح ہے کہ قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے تو اس سے مراد خود مرزا قادیانی ہے اس لئے مذکورہ بالا حوالوں میں اس کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔ اس دعویٰ کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کو آسمان پر زندہ نہیں اٹھایا گیا اور زمین پر نہیں اتریں گے۔ بلکہ مرزا قادیانی کا آنا ہی ان حدیثوں کی مراد ہے۔

۳...... حدیث میں جس مہدی کے آنے کا وعدہ اور پیش گوئی ہے۔ اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔

آگے ہم مرزا قادیانی کے ان دعوؤں کے دلائل سے جواب لکھتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی بھی شخص بطور نبی کے نہیں ہوگا

پہلی دلیل

۱...... قرآن پاک میں ہے: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ

وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیٔ علیما (احزاب:۴۰)'' ﴿محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔﴾

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:''فهذه الاية نص فی انه لا نبی بعده واذا کان لا نبی بعده فلا رسول بالطريق الاولیٰ...... وبذالك وردت الاحاديث المتواترة عن رسول اللّٰه ﷺ من حديث جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم'' (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۱۹۳)

''یہ آیت اس مسئلہ میں نص اور صریح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا اور اس مسئلہ پر کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:''قال ابن عطية هذه الالفاظ عند جماعة علماء الامة خلفا وسلفا متلقاة علی العموم التام مقتضية نصاانه لا نبی بعده ﷺ'' ''ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علماء امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں۔ جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائن احواله انه افهم عدم نبی بعده ابداً وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون الامنكر الاجماع'' (اقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی (اور رسول) نہ ہوگا اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔

دوسری دلیل

۲...... آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں (وہ احادیث جن کو روایت کرنے والے اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ ان کے جھوٹ پر متفق ہونے یا سب کے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا احتمال باقی نہ رہے۔ یہ احادیث یقین کا فائدہ دیتی ہے) اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

الف...... ''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰه ﷺ قال مثلی ومثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنی بنيانا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية من زاوياه فجعل الناس

یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذا اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین‘‘ (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا۔ مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ نے فرمایا میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

ب…… ’’عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ لعلی رضی اللہ عنہ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی‘‘ (صحیح بخاری ج۲ص۶۳۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ج…… ’’عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ (ابوداؤد ج۲ص۲۲۸)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں۔

د…… ’’عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘ (ترمذی ج۲ص۵۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ رسالت ونبوت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی ومولانا محمد حسین ناصر کا دورہ جیکب آباد

ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانی سازش کے تحت پھانسی دی گئی۔ کیونکہ انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ قادیانی امریکہ برطانیہ اور اسرائیل کی پیداوار ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد حسین ناصر، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما ڈاکٹر اے انصاری نے ٹاؤن ہال جیکب آباد میں عظیم الشان ناموس رسالت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانی مسعود کی گواہی پر تختہ دار پر لٹکایا گیا جو کہ انہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے ترمیم بل پر دستخط کے جرم کا بدلہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ انگریزوں کا ایجنٹ اور قادیانی تھا۔ ڈاکٹر اے انصاری نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا۔ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کانفرنس سے مولانا تاج محمد چنہ، مولانا محمد حامد حیدری، پروفیسر خالد محمود، حافظ محمد رمضان سومرو، عبدالرحمن، حماد اللہ انصاری، تاج محمود و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ!

ایک جذباتی نعرہ......یا......ایمانی تقاضا؟

مولانا محمد طیب فاروقی!

حضور اقدس ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ ﷺ اس کائنات کا مرکز ومحور ہیں۔ آپ ﷺ اولین وآخرین کے سردار ہیں۔ ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی آخری رسول لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام گوندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے۔ دونوں جہانوں کے سردار ﷺ نبی آخرالزمان کی حیثیت سے تشریف لائے اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم فرمادیا۔

عقیدۂ ختم نبوت اتنا اہم عقیدہ ہے کہ مالک کائنات نے اپنی آخری لاریب کتاب میں ایک سو سے زیادہ آیات میں اسے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا۔ خود صاحب قرآن ﷺ نے دو سو سے زائد احادیث مبارکہ میں اس کی وضاحت فرمائی۔ کہیں: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' کہہ کر۔ کہیں: ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم'' کہہ کر۔ کہیں آپ ﷺ اس عقیدہ کو بیان فرماتے ہوئے ان تیس جھوٹے دجالوں، کذابوں کا ذکر کرتے ہوئے جو آپ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ امت کو خبردار فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی ہی میں بعض بدبختوں نے آپ ﷺ کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کی ایک جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔

مسیلمہ کذاب کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع منعقد ہوا اور اس کے خلاف یکے بعد دیگرے تین لشکر روانہ کئے گئے۔ تاوقتیکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت ۷۰۰ حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بعد اس ملعون کو جہنم واصل کیا اور اس فتنہ کا قلع قمع کیا گیا۔ (یاد رہے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ۲۷ غزوات اور ۴۷ سرایہ میں تقریباً پونے دو سو صحابہ کرام شہید ہوئے تھے)

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اس کے بعد جب بھی کسی بدبخت نے حضور ﷺ کے تاج ختم نبوت کی طرف ہاتھ بڑھانے کی ناپاک جسارت کی۔ امت مسلمہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور شہدائے یمامہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔

برصغیر پاک وہند میں انگریز نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو کچلنے کے لئے مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا۔ جس نے انگریز کا وفادار ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے نہ صرف جہاد کو حرام قرار دیا۔ بلکہ مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کئی باطل دعوے کئے۔ مجدد، مہدی اور مسیح

ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اسلام کے متوازی ایک نیا دین اپنے پیروکاروں کے سامنے پیش کیا۔ جس میں (نعوذ باللہ نقل کفر، کفر نباشد) محمد رسول اللہ وہ خود بن گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۴)

اپنی بیوی کو ام المؤمنین، اپنے بدقماش ساتھیوں کو صحابہ کرامؓ اپنی مغلظات کو وحی کا درجہ دیا۔ کچھ ازلی بدبختوں نے رحمت کائنات ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر اس دجال کے مکروہ عقیدہ کو اختیار کیا اور انگریز کی سرپرستی میں ملعونوں نے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے مارنے شروع کئے۔ چونکہ اس تحریک کی بنیاد مفاد پرستی پر تھی۔ چنانچہ چندوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا اور ہر مرزائی کو اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ نام نہاد جماعت احمدیہ کو دینے کا پابند بنایا گیا۔ چنانچہ اب ہر مرزائی اپنی آمدنی کا تقریباً دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کرواتا ہے اور پھر وہی پیسہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی فنڈ سے قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے شائع کر کے مسلمانوں میں پھیلائے جاتے ہیں۔ اسی فنڈ کے ذریعے عالمی میڈیا استعمال کر کے اپنے باطل عقیدے کے فروغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی فنڈ سے مالی منفعت کے خواب دکھلا کر مسلمانوں کا تعلق نبی آخرالزمان ﷺ سے جدا کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔

ذرا سوچئے! قادیانی مرزائی یہ فنڈ کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟ کہیں ہم قادیانی مصنوعات استعمال کر کے یا قادیانیوں، مرزائیوں سے خرید وفروخت کر کے ان کے اس ایمان سوز پروگرام میں معاون بن کر اپنی اخروی روسیائی کا سامان تو نہیں کر رہے؟ ہمارے حلق سے اترنے والا شیزان کا یہ میٹھا زہریلا گھونٹ ہمیں جام کوثر سے محروم کر کے اس ارتدادی فنڈ کو تقویت تو نہیں پہنچا رہا؟ اتنے محسن، شفیق نبی ﷺ جنہوں نے ہمارے لئے تکلیفوں کے پہاڑ برداشت کئے، ساری ساری رات رو رو کر ہماری بخشش کی دعائیں کیں۔ جن کے ہاتھ سے حوض کوثر پینے کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ جن کی شفاعت کے بغیر جہنم سے چھٹکارا کا تصور محال ہے۔ ان کے دشمنوں سے خرید وفروخت کر کے، نبی رحمت عالم ﷺ کے خلاف مشن کے لئے فنڈ فراہم کرنے میں معاون بن کر ہم کل بروز قیامت آپ ﷺ کا سامنا کرنے کے قابل رہیں گے؟

خدارا سوچئے! شیزان (کمپنی کی تمام مصنوعات) پنجاب آئل ملز (کمپنی کی تمام مصنوعات) ذائقہ گھی، کینولو آئل، او.بی.ایس کوریئر سروس، شاہ تاج چینی، شاہنواز ٹیکسٹائل ملز معروف قادیانی مرزائی مصنوعات ہیں۔ ان کا بائیکاٹ کیجئے۔ اپنے قرب وجوار میں موجود ایمان کے ان ڈاکوؤں مرزائی قادیانیوں سے خواہ کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں خبردار رہیے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے۔ دوسرے مسلمانوں کے ایمان کا خیال رکھیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت والے دن حضور ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر کا جام نصیب فرمائیں اور ان کی شفاعت کا حقدار بننے کی توفیق دیں۔

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ سے محبت کی پہلی نشانی ان کے دشمنوں سے نفرت ہے۔ آج ہماری ذرا سی غفلت ہمیں بروز قیامت حضور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کھڑا نہ کر دے۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...........ادارہ!

ماہنامہ بینات کا حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نمبر: مرتب: حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب ناظم اعلیٰ اقراء روضۃ الاطفال، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدیر ماہنامہ بینات کراچی: صفحات: ۹۵۰: قیمت: ۳۵۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ لدھیانوی ومکتبہ ماہنامہ بینات جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی!

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ پر ماہنامہ بینات کا وقیع ومستند جامع عظیم وضخیم نمبر اس وقت پیش نظر ہے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی زیر سرپرستی، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب نے اسے مرتب کیا ہے۔ یہ نمبر نہیں ایک تاریخی دستاویز ہے۔ جس کا ایک ایک مضمون حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی سوانح کے حقائق اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کا پسماندگان ومتعلقین پر فرض تھا جو ان حضرات نے ادا کر کے پورے حلقہ کو اس فرض کی ادائیگی سے سبکدوش کر دیا۔ مرتبین نمبر، ادارہ بینات، اقراء روضۃ الاطفال، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام خدام، تمام مقالہ نگار حضرات غرض تمام وہ حضرات جنہوں نے اس نمبر کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا حصہ پانے کی سعادت حاصل کی۔ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ماہنامہ بینات کا ''خاص اشاعتوں'' کے سلسلہ میں ایک ریکارڈ ہے۔ یہ نمبر اس ریکارڈ کی بہت ہی خوبصورت کڑی ہے۔ امید ہے کہ اسے قدر کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔

کوئٹہ جب تباہ ہوا: مصنف: جناب فیاض حسن سجاد: صفحات: ۱۲۸: قیمت: ۲۰۰ روپے: ملنے کا پتہ: سیلز اینڈ سروسز کبیر بلڈنگ جناح روڈ کوئٹہ!

۳۱؍مئی ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ جو اپنی شدت سامانیوں کے باعث ہزاروں پریشانیوں کا باعث بنا۔ اس زلزلہ کی تفصیلات پر جناب فیاض حسن سجاد نے ایک مضمون لکھا جو قومی اخبارات میں شائع ہوا۔ اس کے بعد اس مضمون کو کانٹ چھانٹ کر بعض ترمیمات واضافوں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے نام سے شائع کرتے رہے۔ جناب فیاض حسن صاحب نے دیکھا کہ مضمون آخر مضمون ہے۔ جو اخبارات کی فائلوں میں رہ جائے گا۔ مناسب ہوگا کہ اس عنوان پر مستقل کتاب شائع کر دی جائے۔ آپ نے اس زمانہ کا سرکاری ریکارڈ، اس زمانہ کے اخبارات کی ورق گردانی سے یہ جامع مختصر کتاب مرتب کر دی ہے۔ اس کا ایک ایک صفحہ تصدیق شدہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق دلائل ومعلومات کا خزینہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ انہوں نے اس دور کی تصاویر کے ساتھ کتاب کو مصدقہ دستاویز بنا دیا ہے۔ جناب فیاض حسن سجاد ایک کہنہ مشق صحافی اور صاحب دل بزرگ رہنما ہیں۔ یہ کتاب تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جس کا قلمبند ہو جانا بہت بڑی خدمت ہے۔ آنے والی نسل کے لئے رہنما کا یہ کتاب کام دے گی۔

علماء دیوبند کے واقعات وکرامات: مؤلف: حافظ مؤمن خان عثمانی: صفحات: ۶۵۶: قیمت:

درج نہیں: ناشر: المیزان اردو بازار لاہور!

ہمارے ملک میں جن اداروں نے اچھی کتابوں کے شائع کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ان میں ایک ادارہ المیزان بھی ہے۔ اس کی اشاعت نمبر ۳۱۶ کی یہ کتاب ہے۔ جو مولانا حافظ مؤمن عثمانی کی مرتب کردہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا مظفرحسین کاندھلویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حافظ محمد ضامن شہیدؒ، حاجی عابد حسینؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایسے بیسیوں بزرگوں کی سوانح عمریوں کی کتب کے ہزاروں ہزار صفحات کو کھنگال کر یہ خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے جو واقعی قابل قدر ہے۔ مصنف کی محنت لائق تبریک۔ المیزان کی اشاعت لائق تحسین اور خود لائق مطالعہ ہے۔ پڑھیں تو ہماری رائے سے اتفاق کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

ڈاکٹر اکرام الحق شامی انتقال فرماگئے

منچن آباد کی مشہور اور ہردلعزیز شخصیت ڈاکٹر اکرام الحق شامی ۷۴ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ڈاکٹر صاحب موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین حضرت مجاہد ملت محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا خدا بخشؒ شجاع آبادی کے ساتھ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر کام کرتے رہے۔ منچن آباد میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر اکابرین کا قیام ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۸۳ء میں جامع مسجد عثمانیہ بنائی جس کا سنگ بنیاد حضرت ولی کامل مولانا محمد شریف وٹوؒ نے رکھا۔ ڈاکٹر صاحب خود پوری زندگی مسجد میں آذان دیتے رہے۔ ختم نبوت کے کارکنوں کی بھرپور سرپرستی فرماتے رہے۔ آخر عمر میں علالت کے باوجود وہیل چیئر پر مسجد میں تشریف لاتے اور آذان دیتے۔ کچھ عرصہ سے جامع مسجد عثمانیہ میں پیر طریقت حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم کا ماہانہ پروگرام بعد نماز عصر کراتے تھے۔

عیدالاضحیٰ کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہوئی۔ بالآخر وقت موعود آن پہنچا اور ڈاکٹر صاحب ۷۴ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ جماعت ختم نبوت کی طرف سے مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بھائی جناب ڈاکٹر انصار الحق صاحب سے اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بیٹوں سے تعزیت اور دعائے مغفرت کی جامع مسجد عثمانیہ میں بیان کیا اور حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خدمات دینیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

پیر طریقت حضرت مولانا پیر ناصرالدین صاحب نے نماز جنازہ منچن آباد کے شاہی عیدگاہ میں پڑھائی۔ منچن آباد میں سپرد خاک کردیئے گئے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

گوہر شاہیوں کی ناپاک کوشش ناکام

مورخہ ۱۵، ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ضلع ٹوبہ کے مختلف مقامات پر دور جدید کا مسیلمہ کذاب فتنہ گوہر شاہی کے عنوان سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ کے بیانات طے ہوئے۔ ٹوبہ کے گوہر شاہیوں نے یہ پروگرام روکنے اور رکوانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ڈی۔ پی۔ او ضلع ٹوبہ کے پاس پہنچے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مشکور ہے ڈی۔ پی۔ او ضلع ٹوبہ کی جس نے گوہر شاہیوں کی سن کر یک طرفہ کاروائی کی بجائے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وممبر امن کمیٹی وخطیب بلال مسجد غلہ منڈی کو بلوالیا۔ مولانا نے بڑے دلائل ووضاحت کے ساتھ گوہر شاہیوں کا عقیدہ بتلایا اور اپنے مدبرانہ انداز میں فرمایا کہ ان کے عقائد وکفریات مجھ سے سننے کی بجائے آپ بریلوی اور اہل حدیث مکاتب فکر کے علماء سے پوچھ لیں۔ اس کے بعد جو آپ فیصلہ فرمائیں گے قبول ہوگا۔ الحمدللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح عطاء فرمائی۔ ۱۵ر دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء چک نمبر ۳۱۵ کالا پہاڑ میں قاری عبدالرشید، محترم ماسٹر صاحب، مولانا نوید صاحب کی محنت وکوشش اور بھائی شفیق کی معاونت سے ایک شاندار پروگرام ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور حمد ونعت کے بعد مولانا خبیب نے فتنہ گوہر شاہی کے کفریہ عقائد ونظریات گوہر شاہیوں کی کتب سے مدلل گفتگو کی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اسی موضوع پر مفصل اور ناصحانہ انداز میں خطاب فرمایا۔ ۱۶ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک صبح کا درس قادری مسجد محلہ اسلام پورہ میں مولانا مجیب الرحمٰن لدھیانوی اور چوہدری عبدالغفور کی کاوش سے حضرت شجاع آبادی نے درس قرآن دیا۔ عقیدۂ ختم نبوت اور ردمرزائیت پر اور مولانا خبیب احمد نے فیروزی مسجد اسلام پورہ میں درس دیا۔ مولانا سید مطیع الرحمٰن عباسی اور مولانا سید ریحان احمد عباسی کے ہاں مولانا شجاع آبادی صاحب نے ایک بجے تک مرکزی جامع مسجد تالاب بازار ٹوبہ میں خطاب فرمایا۔ بعد از بیان مولانا نے بلال مسجد اندرون غلہ منڈی میں صاحبزادہ مولانا سعداللہ سعدی بھائی عبیداللہ لدھیانوی کی دعوت پر تفصیلی اور مدلل خطاب فرمایا۔ اللہ کے فضل وکرم سے پھر ایک مرتبہ ٹوبہ کی مساجد سے فتنہ گوہر شاہی کی آواز نے گوہر شاہیوں کی نیندیں غارت کردیں اور مولانا خبیب احمد نے خطبہ جمعۃ المبارک چک نمبر ۲۹۵ گ۔ ب بیریانوالا میں اور گذشتہ جمعہ چک نمبر ۱۴۸ گ۔ ب المعروف چوہلہ میں پڑھایا۔ مولانا شجاع آبادی کے تمام پروگرام بڑی شاندار کامیابی کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچے۔

مبلغین حضرات کا ضلع خوشاب کا دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے ضلع خوشاب کے لئے نومنتخب مبلغ

مولانا محمد اسلم کا جوہر آباد، روڈہ، نور پور تھل کے علاقہ جات میں جماعت کے عہدیداران اور ممبران سے تعارف کروایا اور اجتماعی طور پر بہت حضرات کے سامنے یہ بات رکھی کہ اس وقت عالمی سطح پر بالخصوص مسلمان طبقہ مختلف فتنوں سے دوچار ہے۔ ان تمام فتنوں میں سے فتنہ قادیانیت مسلمان کے لئے ایمانی حوالے سے مہلک ترین ہے۔

جامع مسجد ابوبکر صدیق المعروف میاں بگڑ والی میں جمعۃ المبارک کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ جو آپ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ چاہے وہ مسیلمہ کذاب ہو یا قادیان کا ایک چشم گل مرزا قادیانی ہو۔ سب جھوٹے اور دجال وکذاب ہیں۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد اسی اجتماع سے مولانا قاری سعید احمد اسعد نے بھی خطاب فرمایا اور کہا کہ خوشاب شہر میں پہلی دفعہ قادیانیوں کے خلاف ۲۹۵سی کا پرچا ہوا ہے اور حکمران بالا سے استدعا کی کہ قادیانیوں کا اٹامک کے اردگرد گھیراؤ اور آئے دن ان کی سرگرمیاں جو مسلمانوں کے اشتعال کا سبب ہیں ان پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

ہڈالی کی جامع مسجد چکریاں والی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خوشاب کے مبلغ مولانا محمد اسلم (بہاولنگری) نے خطبۂ جمعۃ المبارک کے موقع پر ہڈالی کے غیور مسلمانوں کو توحید و رسالت کے مسائل کی طرف توجہ دلائی اور جھوٹے مدعی نبوت غلام قادیانی کے مکروفریب کا پردہ چاک کیا اور ضلع خوشاب کے ڈی پی او عمران محمود کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے جرأت وحوصلہ مندی اور دینی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے خوشاب تھانے کے متعلقہ افسران کو حکم دیا کہ رانا تجمل قادیانی جو توہین رسالت کا مرتکب ہوا ہے۔ اس کے خلاف ۲۹۵سی کا پرچہ درج کریں اور گرفتار کر کے کیفر کردار تک اس کو پہنچائیں۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے تبلیغی اور تعارفی دورہ قائد آباد اور مٹھ ٹوانہ کا فرمایا۔ جس میں ضلع خوشاب کے مبلغ کا تعارف کروایا۔ قائد آباد میں پہنچتے ہی قاری عبدالصمد نے متحرک جماعتی ساتھیوں کو فون پر اطلاع دی جن میں محمد جمشید حیات، ملک حاجی زمان اور ملک نصراللہ اتراء سے ملاقات ہوئی۔ تمام حضرات نے دلی خوشی کا اظہار فرمایا اور ہر قسم کا تعاون کرنے کا یقین دلایا۔ اللہ ان تمام حضرات کے خلوص کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا باعث بنائے۔ آمین!

جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ المعروف میاں بگر والی میں ایک پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں مختلف مسالک کے حضرات نے شرکت کی۔ جس میں ضلع خوشاب کی جمعیت علماء اسلام (ف) کے سرپرست اعلیٰ قاری سعید احمد اسد اور چناب نگر سے مولانا غلام مصطفیٰ شریک تھے۔ ان تمام حضرات نے جہاں ڈی. پی. او. خوشاب کا شکریہ ادا کیا۔ وہاں اس بات کا اظہار کیا کہ ان دو ہر کیس کے متعلق قاری سعید احمد اسد، مولانا اظہار الحسن (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب)، مولانا مفتی زاہد اور مولانا عبداللہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج ہم سب اس مسئلے میں سرخرو ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ان اکابرین کے زیر سایہ ہم سب سے دینی معاملات کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

محمد خالد عابد معاون مبلغ سرگودھا کے تبلیغی دورے

سب سے ابتدائی پروگرام بتاریخ ۱۲ محرم الحرام بروز جمعرات بعد نماز ظہر جامع مسجد ختم نبوت فیکٹری ایریا

میں ہوا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد فاطمۃ الزہرا جناح روڈ سرگودھا جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ اقبال کالونی میں ہوا اور مختلف لٹریچر بھی تقسیم ہوا۔ ۱۳؍محرم الحرام بروز جمعہ بعد نماز عصر جامع مسجد سلیمان پورہ، بعد نماز مغرب جامع مسجد مکی فیکٹری ایریا، ۱۴؍محرم الحرام بعد نماز عصر سرگودھا کی مشہور جامع مسجد انوری بلاک نمبر ۲۳، مسجد کے امام حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ جن کا سرگودھا کے بڑے مفتیان میں نام شمار ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے اعلان بھی فرمایا اور بیان کے بعد میری بات کی تائید بھی فرمائی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد مدنی اور ساتھ لٹریچر بھی تقسیم ہوا۔ ختم نبوت کے موضوع پر بیانات ہوئے۔ الحمدللہ! تمام مساجد کے ائمہ کرام موجود تھے۔ بیانات میں تمام ساتھیوں نے دلجمعی کے ساتھ شرکت کی۔ جن سے بہت فائدہ ہوا۔ ساتھیوں کی دلجمعی اور توجہ سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ سرزمین سرگودھا میں ختم نبوت کا خوب کام ہوا ہے۔

بھیرہ کا سفر

اس کے بعد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے بندہ کی بتاریخ ۱۵؍محرم الحرام بروز اتوار کو تشکیل فرمائی۔ جامع مسجد الفتح نور بھیرہ میں نماز ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد بندہ اور مولانا محمد افضل بھیرہ کے قریب بجکہ کا علاقہ ہے۔ وہاں پر حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی کا بیان تھا اس میں شرکت کی۔ ۱۵؍محرم الحرام بروز اتوار بعد نماز عصر جامع مسجد فاروق اعظم، بعد نماز مغرب جامع مسجد چک والے دروازہ میں ہوا اور شبان ختم نبوت بھیرہ کے صدر محمد زاہد بھی ساتھ تھے۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد عمر میں الحمدللہ! مساجد کے ائمہ سے ملاقات ہوئی اور تعارف ہوا اور ساتھیوں نے توجہ کے ساتھ گفتگو کو سنا اور ساتھ ساتھ لٹریچر بھی تقسیم ہوا۔ ۱۶؍محرم الحرام بروز سوموار بعد نماز فجر جامع مسجد الفتح نور میں ہوا۔ جس کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد افضل ہیں۔ دوپہر گیارہ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک مدرسہ عمر فاروق بھیرہ کے طلباء میں بیان ہوا اور جامعہ کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد عثمان بھی موجود تھے۔ نماز ظہر جامع مسجد عثمان غنی، بعد نماز مغرب جامع مسجد بلال بیرون ہسپتال بھیرہ میں ہوا۔ پروگرام میں بھائی محمد زاہد اور بھائی ریاض بھی موجود تھے اور ساتھ لٹریچر بھی تقسیم ہوا اور نماز عشاء جامع مسجد محمدی اندرون ہسپتال بھیرہ میں ہوا۔ الحمدللہ! بھیرہ شہر میں ختم نبوت کا بہت کام ہے۔ ساتھیوں کی توجہ اور دلجمعی کے ساتھ بات کو سننے سے مساجد کے تمام ائمہ سے ملاقاتیں ہوئیں اور بحیثیت مبلغ کے تعارف ہوا۔

میانی کا سفر

مولانا محمد خالد عابد نے میانی کی مختلف مساجد میں درس دینے اور عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کی۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ

۱۰؍دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد ابراہیم ارشد آباد رسول روڈ میں ایک جلسہ عام ہوا۔ جس میں شہادت حسنین کریمین شان صحابہ وشان اہل بیت اور ختم نبوت پر مشتمل مولانا محمد اسماعیل نے بیان فرمایا۔ ۱۱؍دسمبر اتوار صبح کا درس جامع مسجد نور کوٹلہ ارب علی خان میں ختم نبوت کے موضوع پر بیان فرمایا۔ بعد نماز عشاء

جامع مسجد شمہاری (نزد ملکوال) میں جلسۂ عام میں عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت کے موضوع پر بہت ہی احسن انداز میں بیان فرمایا اور رات کا قیام جامعہ انوار مدینہ میانہ گوندل میں قاری عبدالواحد کے ہاں کیا اور پھر ۱۲ردسمبر سوموار کو بعد نماز مغرب جامع مسجد بلال قادر آباد اور بعد نماز عشاء جامع مسجد حنفیہ عثمانیہ کوڑے کرم شاہ میں بیان فرمایا اور پھر ۱۳ردسمبر منگل صبح کا درس بھی جامع مسجد حنفیہ عثمانیہ میں دیا اور اس کے بعد گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ گوجرانوالہ

۱۳ردسمبر بعد نماز عصر حضرت مولانا عبدالرؤف اعوان کی دعوت پر ایک اجتماع میں دکان کا افتتاح کیا گیا اور افتتاحی دعا شیخ الحدیث پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ نے فرمائی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد مبارک سیٹلائٹ ٹاؤن میں درس قرآن کی بھرپور تقریب ہوئی۔ جس میں قاری منیر احمد، حافظ گلزار آزاد، مولانا محمد صادق، مولانا دوست محمد نے خصوصی شرکت فرمائی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبر پیپلز کالونی میں ختم نبوت کانفرنس سے تفصیلی بیان ہوا۔ جس میں قاری احمد علی شاہد، مولانا حافظ قاری منیر احمد قادری، پروفیسر حافظ محمد انور، مولانا ندیم احمد ندیم نے بھی خطاب کیا۔ بعد ازاں مولانا ندیم کی دعوت پر ان کے ہاں کھانا کھایا۔ ۱۴ردسمبر بعد نماز فجر جامع مسجد قباء پیپلز کالونی میں عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سرگرمیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مولانا زاہد الراشدی کے حکم پر بعد نماز مغرب الشریعہ اکادمی میں ایک طالب علم کے ختم قرآن کی تقریب میں مہمان خصوصی کے طور پر شرکت ہوئی اور عظمت قرآن ودفاع ختم نبوت کے عنوان پر بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد جلیل ٹاؤن میں ’’عقیدۂ ختم نبوت ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان پر بیان ہوا۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد جلیل ٹاؤن حافظ حبیب الرحمٰن نے تشریف آوری کو سراہتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ قیام رات دفتر میں ہوا۔ ۱۵ردسمبر نماز فجر حضرت مولانا فرقان صاحب کی دعوت جامع مسجد گنبد والی میں درس قرآن ہوا۔ اس کے بعد لاہور روانہ ہوئے۔

قرارداد مذمت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کا ایک اجلاس زیر صدارت مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ وامیر مجلس ہذا منعقد ہوا۔ اجلاس میں شرپسند عناصر کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر پر حملہ کرنے کی پرزور الفاظ میں مذمت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محمد متین خالد صدر عالمی مجلس نے اس محلہ کو شر انگریزی قرار دیتے ہوئے قادیانیوں کی سازش قرار دیا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر اس واقعہ کی تحقیقات کروا کر ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے اور مجلس اور رفقاء مجلس کے نقصان کا ازالہ کیا جائے۔

خوشاب شہر میں ایک قادیانی خاندان کے گھرانے کا قبول اسلام

عبدالمجید ولد عبدالحکیم قوم رانا ماچھی سکنہ محلہ حکیمانوالہ چوک خوشاب اور اس کی بیٹی مسماۃ زیب النساء مع اپنے تین بیٹوں کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے سرپرست حضرت مولانا قاری سعید احمد اسد کے ہاتھوں پر بروز جمعتہ المبارک ۱۹ راگست ۲۰۱۱ء کو اسلام قبول کرلیا۔

ضلع سیالکوٹ اور نارووال کی تحصیلوں میں

ختمِ نبوّت

کانفرنسوں کا انعقاد

1- 21 مارچ بمطابق عیدگاہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کالج روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
بعد نماز عشاء

2- 22 مارچ بمطابق جامع مسجد شاہ فیصل چونڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
بعد نماز عشاء

3- 23 مارچ بمطابق جامع مسجد حنفیہ درمان روڈ شکرگڑھ ضلع نارووال
بعد نماز عشاء

4- 24 مارچ بمطابق مرکزی جامع مسجد مولانا نذیر صاحب والی سمبڑیال ضلع سیالکوٹ
بعد نماز عشاء

تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

منجانب عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت سیالکوٹ 0300 7442857

آنکھوں دیکھا حال

ابو محمد الحسینی

لاہور کے علاقے ٹاؤن شپ میں قادیانیوں نے اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ کی پلیٹیں لگائی ہوئی تھیں ایک روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے محبت رکھنے والے ورکروں میں محمد آصف اور محمد کاشف پریشان ہو کر مرکز ختم نبوت عائشہ مسجد لاہور آئے اور کہا کہ ایک بہت بڑی پریشانی لاحق ہوئی ہے کہ ہمارے علاقے میں قادیانیوں نے اپنے گھروں کے باہر شعائر اسلام مثلاً کلمہ طیبہ، بسم اللہ، ماشاء اللہ لکھ رکھا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں جوان مکر وفریب میں آکے گمراہ ہو رہے ہیں۔ چند گھروں کے باہر لگی تختیوں کی تصاویر ہم لائے ہیں دیکھ لیجئے جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور ماشاء اللہ درج ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے انکو تسلی دی اور کہا کہ فوری طور پر درخواست تیار کر کے ٹاؤن شپ تھانے میں درج کرائی گئی کہ قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ 1984ء کے آرڈیننس کے تحت قادیانی نہ تو اپنی مروجہ عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں نہ آذان دے سکتے ہیں اور نہ نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی خفیہ یا اعلانیہ جمعہ وعیدین پڑھ سکتے ہیں۔

ہماری درخواست پر ٹاؤن شپ تھانے والوں نے فریقین کو بلوایا، مرکز ختم نبوت سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا قاری محمد صدیق توحیدی پہنچے ایس۔ایچ۔او۔صاحب کو بتایا کہ 1974ء کے آئین کی رو سے قادیانی کافر ہیں اور 1984ء کے آرڈیننس کے تحت یہ شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے آپ سے درخواست کی ہے کہ قادیانی کافر ہیں اور اپنے مکانوں کی دیواروں پر شعائر اسلام مثلاً کلمہ طیبہ اور بسم اللہ کی تختیاں لگائی ہوئی ہیں۔ اتنے میں دیکھتے ہی دیکھتے ختم نبوت کے مجاہد آقا ﷺ کے غلام بقول (امین گیلانی مرحوم کے) تو جھٹ میدان میں ختم نبوت کے غلام آئے کی تصویر بنے سینکڑوں کی تعداد میں تھانے پہنچ گئے تھانہ ختم نبوت کے مجاہدوں سے بھر گیا قادیانی رانا طاہر گھبرا گیا اور کہنے لگا جی میں تو مسلمان ہوں قادیانی نہیں ہوں مولانا ثانی صاحب نے کہا کہ تو لاکھ مرتبہ کہے کہ میں مسلمان ہوں مگر یہ سینکڑوں لوگ ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں ماحول بہت دیدنی ہو گیا تھا سب ساتھی جذباتی ہو گئے تھے کہ اس کو ضرور سزا ملنی چاہیے یہ بہت خبیث قوم ہے مولانا ثانی صاحب نے کہا کہ جب مسئلہ افہام و تفہیم سے حل ہو رہا ہے تو کیوں ایسی باتیں کرتے ہو بہر حال طے پا گیا کہ دو ساتھی اسکے ساتھ جائیں گے کلمہ طیبہ اور بسم اللہ، ماشاء اللہ کی پلیٹیں اتار لائیں گے باہم مشاورت سے سب انسپکٹر کو ساتھ لیا کہ وہاں گڑ بڑ نہ ہو جائے مگر اللہ نے فضل فرمایا مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد صدیق توحیدی بھائی محمد آصف اور محمد بابر، قادیانی کے گھر پہنچے تو منظر ہی کچھ اور تھا وہاں تو آقا ﷺ کے غلاموں کا جم غفیر تھا جو نبی پاک ﷺ کی محبت میں اسلام کی سربلندی کے لیے جمع تھے اور وہ قادیانی اپنے ہاتھوں سے کلمہ طیبہ کی لگی پتھر سے بنی پلیٹ کو اتار رہا تھا جو بھی دیکھتا آکر پوچھتا کہ خیریت ہے ہمارے حضرات بتلاتے خیریت ہی تو نہیں۔۔۔ یہ قادیانی کا گھر ہے جو اسلام اور پاکستان دونوں کے غدار ہیں پیارے آقا ﷺ کی ختم نبوت کے دشمن ہیں اور آپ ﷺ کے سارے گھرانے کے بھی دشمن ہیں اسکے باوجود ہمارے پیارے نبی ﷺ کا مبارک کلمہ اپنے گھروں کے دروازں پر لکھ کر امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں اور یہ نبی اکرم ﷺ کے پروانے شعائر اسلام محفوظ کرنے کے لیے آئے ہیں ہر آنکھ اشک بار ہو جاتی اور ہر آدمی پیارے آقا ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے کیلئے رک جاتا۔ اسی طرح باقی قادیانیوں کے گھروں سے شعائر اسلام کو محفوظ کر لیا گیا۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

قیمت فی شمارہ/10/ روپے

قیمت سالانہ/100/ روپے